

علم معاشیات کے ارتقاء میں مسلمانوں کا کردار

تحریر: منور حسین چیمہ، اسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ اسلامیہ کالج سمبڑیال (سیالکوٹ)

جدید دور میں انسان کی دنیوی زندگی میں معاشیات کو جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ تاریخ کے ہر دور میں یہ علم ارتقاء پذیر رہا ہے۔ مختلف مصنفین اپنی کتب میں مختلف موضوعات مثلاً زراعت، تجارت، صنعت و حرفت اشیاء کے مبادلے، زر کے استعمال اور دیگر معاشی امور سے متعلق بحثیں کرتے رہے ہیں۔ اور اب یہ مباحث ایک مرتب اور منضبط علم کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔

دور حاضر میں اس علم کی تعلیم و تدریس کا انتظام تقریباً ہر ملک کے تعلیمی اداروں میں ہے۔ اسی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے یورپ میں معاشی تجزیہ (Economic Analysis) کی تاریخ پر کئی کتب تحریر کی گئیں۔ آج ہمارے کتب خانوں میں معاشی نظریات کی تاریخ پر ("History of Economic Thought" اور "History of Economic Analysis") کے نام سے درجنوں کتب ملتی ہیں۔ ان میں مؤرخین نے جدید دور سے پہلے کے زمانہ کو چار ادوار میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ قدیم مشرقی دور (The ancient oriental age)

۲۔ یونانی دور (The greek age)

۳۔ رومن دور (The Roman age)

۴۔ قرون مظلمہ کا عیسائی دور (The christian medieval age)

یہ کس قدر حیرت آفریں بات ہے کہ تمام مؤرخین معاشی فکر کی تاریخ مرتب کرتے وقت یونانی فلاسفہ افلاطون (Plato) (م ۳۴۷ ق - م) اور ارسطو (Aristotle) (م ۳۲۲ ق - م) سے آغاز کرتے ہوئے دور حاضر تک کے ماہرین معاشیات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ لیکن مسلم مفکرین کو یکسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے (۱)

۶۲۵ء تا ۱۵۵۰ء کے زمانہ کو انہوں نے تاریک دور "Dark Age" قرار دیا

ہے۔ جوزف اے شیمپٹر (Joseph A. Shumpeter) نے اپنی کتاب

"History of Economic Analysis" میں یونانی، رومی معاشیات پر بحث کرنے

کے بعد دوسرے باب میں "The Great Gap" کے عنوان کے تحت یہ لکھا ہے:

So far as our subject is concerned we may safely leap over 500 years To The epoch of ST. Thomas Aquinas (1225 - 74), whose summa theologic a is in the history of thought what the south western spire of the cathedral of chartres is in the history of architecture.(2)

"جہاں تک ہمارے موضوع کا تعلق ہے، ہم باسانی سینٹ ٹامس اکوئی ناس (۷۴-۱۲۲۵ء) کے زمانے تک بیک جست پہنچ سکتے ہیں۔ جس کی جامع لائوتی تحریر تاریخ فکر میں وہی مقام رکھتی ہے جو چارترمی کے کلیسا کے جنوب مغربی منار کا فن تعمیر کی تاریخ میں ہے"

شیمپٹر (Schumpeter) کے اس بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پانچ سو سال تک تحریری یا عملی شکل میں معاشیات پر کوئی کام نہیں ہوا۔ اور پھر اسی کی پیروی کرتے ہوئے دیگر مؤرخین نے بھی مسلم علماء کو قابل التفات نہیں سمجھا۔ راقم الحروف کے نزدیک معاشی تجزیہ کی تاریخ میں مسلم ماہرین معاشیات کو نظر انداز کرنے کے تین بڑے اسباب ہیں۔

(الف) پہلا اور بنیادی سبب تو وہ تعصب اور عناد ہے جو یورپ کو اسلام سے ہر دور میں رہا ہے۔

(ب) دوسرا سبب یہ ہے کہ مغرب میں مختلف علوم کا ارتقاء ایک مخصوص ماحول میں ہوا ہے۔ اس کے نتیجے میں مغربی علماء مسلمانوں کے معاشی افکار و نظریات سے آگاہی حاصل نہ کر سکے (۳)

(ج) خود مسلمان مصنفین نے بھی اپنے اسلاف کے معاشی فکر اور مسلم علماء و مفکرین

کے یہاں معاشی تجزیہ کی تاریخ مرتب کرنے کی کوشش نہیں کی (۴) حقیقت یہ ہے کہ مغربی مؤرخین معاشیات نے معاشی فکر کی تاریخ کی جو تقسیم کی ہے وہ نامکمل ہے۔ کیونکہ اس طرح مسلمانوں یا عربوں کا تقریباً ایک ہزار سال کا طویل دور حذف کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے جس تاریک دور (Dark Age) کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یورپ

کی تاریخ پر تو منطبق ہو سکتا ہے (۵) لیکن اسے مسلمانوں کی تاریخ پر کسی طرح بھی چسپاں نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ یہ تو مسلمانوں کی تاریخ کا وہ دور ہے جو تعلیمی، معاشرتی، تہذیبی اور معاشی لحاظ سے دنیا کی سب قوموں سے اعلیٰ تھا۔ اس وقت مسلمانوں کی عظیم سلطنت تھی جو یورپ اور افریقہ کے مغربی ساحلوں اور ایشیاء کے جنوب مشرقی ساحلوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ مسلمان قوم زندگی کے ہر میدان میں ترقی کی اعلیٰ منازل طے کر رہی تھی۔ ایک عام قاری بھی اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ مغربی تہذیب سے پہلے جس عظیم قوم نے کئی سو سال دنیا کے ایک بڑے حصے پر حکومت کی ہو اور جس کے علمی کاموں سے آج یورپ بھی استفادہ کر رہا ہے۔ اس نے معاشی فکر و تجزیے کے باب میں کوئی قابل ذکر کام نہ کیا ہوگا (۶) اے گلیوم (A - Guillaume) کہتا ہے:

At the height of Abbasid power their subjects enjoyed a period of unexampled economic prosperity. Trade by land and sea was developed by an amazing degree., agriculture and irrigation were developed and arts and sciences were cultivated as never before(7)

"عباسیہ کے زمانہ عروج میں ان کی رعایا عدیم المثال قسم کی خوشحالی سے بہرہ ور ہوئی۔ خضکی اور سمندر کے راستوں سے تجارت نے حیران کن حد تک ترقی کی۔ زراعت، آب پاشی، فنون لطیفہ اور سائنس کی مختلف شاخوں نے اس قدر ترقی کی کہ اس سے قبل ان علوم میں ایسی ترقی نہ ہوئی تھی۔

معاشی تجزیہ سے ہماری مراد یہ ہے کہ ان قوتوں اور ان انسانی اعمال و رجحانات کا پتہ چلایا جائے جس کے تعامل کے نتیجے میں سطح زندگی پر نمایاں معاشی مظاہر وجود میں آتے ہیں یا ان اثرات و نتائج کی نشاندہی کی جائے جو کسی معاشی عمل یا اقدام سے متعلقہ افراد یا اداروں پر مرتب ہوتے ہیں۔ تجزیہ کا اطلاق اسباب و عوامل کی دریافت پر بھی ہوتا ہے اور اثرات و نتائج کی تحقیق پر بھی۔ معاشی تجزیہ پیچیدہ اور مرکب معاشی امور کے پیچھے کام کرنے والی سادہ اور مفرد قوتوں کو دریافت کرتا ہے یا معاشی اعمال کے پیچیدہ اثرات کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے الگ کر کے دکھاتا ہے۔ قیمتوں کے تعین کو طلب و رسد کے تعامل کا نتیجہ قرار دینا۔ پھر طلب کی تعیین کرنے والے عوامل۔ افراد کے ذوق اور ان کی ترجیحات،

بن ثابتؓ (م ۱۵۰ھ/۷۶۷ء) امام مالک بن انسؓ (م ۱۷۹ھ/۷۹۵ء)، امام محمد بن
 اور یس، الشافعیؓ (م ۲۰۴ھ/۸۲۰ء) امام احمد بن حنبلؓ (م ۲۴۱ھ/۸۵۵ء) ایسے مسلم
 فقہاء کی آراء سے ان کے معاشی فکر (Economic Thinking) اور تجزیاتی رسانی
 (Analytical approach) کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی ابتدائی دو صدیوں میں جبکہ یونانی فلاسفہ کی کتابیں ابھی
 عربی زبان میں منتقل نہیں ہوئی تھیں، اسلامی دنیا میں درج ذیل معاشی موضوعات ترقی پا چکے تھے۔

حکومت کی ٹیکسیشن پالیسی (Taxation policy of government)

پیداوار بڑھانے اور ارکار کا زور دینے کی حوصلہ شکنی کے لئے
 (Use of Taxation as a Tool to encourage production and discourage accumulation of wealth.)

ٹیکسوں کا استعمال (Rates of Taxes)

ٹیکسوں کی شرحیں (Government expenditure)

سرکاری مصارف (Monetary policy and institutions)

نظام زر کے متعلق پالیسی اور ادارے (Credit and credit instrument)

ہنڈی اور اس کی دستاویزات (Price determination and price policy)

قیمت کا تعین اور قیمت کی پالیسی (Government budgets)

گورنمنٹ بجٹ (Methods of balancing government budget)

گورنمنٹ بجٹ کے توازن کے طریقے (Trade and commerce)

تجارت اور کامرس (Commodity exchange)

تجارتی مال کا مبادلہ (Productive capacity)

پیداواری استعداد (Cultivation of virgin Land)

احیاء موات (Partnership to cultivate land)

مزارعت (Partnership to cultivate trees)

مساقات (Agrarian reforms)

زرعی اصلاحات

(Partnership)	شرکت
(Different kinds of land)	اراضی کی مختلف اقسام
(agricultural ownership)	زرعی ملکیت
(Public Treasury)	بیت المال
(Market regulations)	منڈی کے قواعد
(Hoarding)	ذخیرہ اندوزی
(Profit)	منافع
(Interest)	سود
(Usury)	سود خواری
(Transfer of debt)	حوالہ
(Maintenance)	نفقہ
(Heritage)	میراث
(Rent)	اجارہ
(Supply and Demand)	رسد اور طلب
(Economic needs)	معاشی حاجات
(Economic consequences of oppression)	ظلم و استبداد کے معاشی نتائج
(Economic consequences of Justice)	عدل کے معاشی نتائج
(Checking and saving accounts)	حسابات کی جانچ پڑتال اور بچت
وہ کتب جن میں مسلم علماء نے معاشی امور سے بحث کی ہے۔ ان کو ہم درج ذیل اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں:	
(۱) مختلف مفسرین کی کتب مثلاً ابوجعفر محمد بن جریر الطبری (م ۳۱۰ھ/۹۲۳ء) کی تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن۔ فخر الدین الرازی (م ۶۰۶ھ/۱۲۱۰ء) کی تفسیر "التفسیر الکبیر"	
(۲) فقہی تالیفات، مثلاً ابوبکر احمد بن علی الجصاص (م ۳۶۰ھ/۹۸۱ء) کی "احکام القرآن" ابو محمد علی بن احمد ابن حزم (م ۴۵۶ھ/۱۰۶۴ء) کی کتاب "المحلی"	
(۳) مسلم فلاسفہ کی کتابیں مثلاً ابونصر محمد الفارابی (م ۳۳۹ھ/۹۵۰ء) کی کتاب "السیاسة المدینة"	

- (۴) تاریخ کے موضوع پر تصانیف مثلاً عبدالرحمن بن محمد ابن خلدون (م ۸۰۸ھ/۱۴۰۶ء) کی کتاب "مقدمہ"
- (۵) اخلاقیات کے موضوع پر کتب مثلاً ابو حامد محمد بن محمد الغزالی (م ۵۰۵ھ/۱۱۱۱ء) کی کتاب "احیاء علوم الدین" اور کیمیائے سعادت . اسی طرح محمد بن حسن طوسی (م ۶۶۳ھ/۱۲۶۴ء) کی کتاب "اخلاق ناصری"
- (۶) وہ کتب جو جغرافیہ کے موضوع پر تحریر کی گئیں۔ مثلاً احمد بن عمر، ابن رستہ (م ۲۹۰ھ/۹۰۳ء) کی کتاب "الاعلاق النفیسة" ابوالقاسم محمد بن علی ابن حوقل (م بعد ۳۶۶ھ/۹۷۷ء) کی تصنیف کتاب "صورة الارض" ابو عبد اللہ محمد بن ابی طالب ، شیخ الربوة (م ۴۲۷ھ/۱۳۲۷ء) کی کتاب "نخبة الدهر فی عجائب البر والبحر"
- (۷) مسلم علماء کی وہ کتب جو تاریخ کے مختلف ادوار میں سرکاری محکموں میں کام کرنے والے منشیوں کیلئے دستور العمل کا کام دیتی رہیں۔ مثلاً ابوبکر احمد بن یحییٰ (م ۳۳۵ھ/۹۴۶ء) کی کتاب "ادب الکتاب" ابوالعباس احمد بن علی الفلقشندی (م ۴۲۱ھ/۱۴۱۹ء) کی تصنیف کتاب "صبح الاعشی فی صناعة الانشاء"
- (۸) مختلف سفرنامے۔ مثلاً محمد بن احمد، ابن جبیر (م ۶۱۴ھ/۱۲۱۷ء) کی کتاب "رحلة ابن جبیر۔ محمد بن عبد اللہ ، ابن بطوطة (م ۷۷۷ھ/۱۳۷۷ء) کی کتاب "رحلة ابن بطوطة المسماة تحفة النظار فی غرائب الامصار وعجائب الاسفار۔"
- (۹) وہ کتب جو مسلم علماء نے حکمرانوں کی راہنمائی کیلئے تحریر کر کے انہیں پیش کیں۔ مثلاً عبدالرحمن بن نصر، الشیذری (م ۵۸۹ھ/۱۱۹۲ء) کی کتاب "النهج السلوک فی سياسة الملوک (۹)"
- ان کتب کے علاوہ کچھ تصانیف وہ ہیں جو خالص معاشی موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں۔ اور مسلم علماء نے یہ کتب اس دور میں تحریر کی ہیں جس کو مؤرخین معاشیات تاریک دور (Dark age) قرار دیتے ہیں۔ یہاں ان کتب کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

مصنف	نام کتاب	اہم موضوعات	مقام اور سن اشاعت
ابویوسف یعقوب بن ابراہیم (م ۱۸۲ھ/۷۹۸ء)	کتاب الخراج	(۱) اسلامی حکومت کے ذرائع آمدن (۲) بیت المال کے مصارف (۳) اسلامی ریاست کی معاشی ذمہ داریاں	بولاق ۱۳۰۲ھ
محمد بن الحسن الشیبانی	الاكتساب فی الرزق المستطاب	(۱) کسب کی اقسام	دمشق ، مطبعة لانوار ۱۹۳۸ء

غنی
(تقدیم و تحقیق
محمد عرنوس)

معاشی ترقی کی اقسام
معاشی حاجات
زراعت اور تجارت کی ترغیب
زرعی آلات
رزق حاصل کرنے کی ترغیب

لاہور، المکتبہ
العلمیہ، ۱۳۹۵ھ
(تحقیق، ابوالاشیال
احمد محمد شاکر)

اسلامی حکومت کے
ذرائع آمدنی
اراضی کی اقسام
اور ان کے احکام
تجارت اور زراعت

سانگلہ ہل،
المکتبہ الاثریہ
(تصحیح و تعلیق
محمد حامد الفقی)

ذرائع آمدنی اور مصارف
ناپ تول کے پیمانوں،
مثلاً صاع، رطل
وغیرہ کی تحقیق
مشترکہ ملکیت

الریاض، المرکر
الملک فیصل
للبحوث والدراسات
الاسلامیہ/۱۴۰۶ھ
(تحقیق: الدكتور
شاہر ذہب فیاض)

اسلامی حکومت کے
ذرائع آمدنی
مصارف
اراضی کی اقسام
سود
اوقاف

عدل اجتماعی
اوزان اور پیمانوں
کی تحقیق
اقتصادی آزادی
اقتصادی ترقی کی

بیناد تقویٰ ہے
قیمتوں کا تعین کس طرح ہوتا ہے؟
ذخیرہ اندوزی کا مفہوم،
اسباب اور نقصانات
تجارت کی اقسام
زرعی اجناس کی خرید و فروخت
معاشی قوانین
(یہ عالم اسلام کی پہلی
کتاب ہے جو بازاروں اور
افراد کے معاملات کے
بارے میں بحث کرتی ہے)

کتاب الخراج

یحییٰ بن آدم القرشی

کتاب الاموال

ابوعبید القاسم
القاسم بن سلام
(م ۲۲۳ھ/۸۳۸ء)

کتاب الاموال

حمید بن مخلد
ابن زنجویہ
(م ۲۵۱ھ/۸۶۵ء)

کتاب النظر والاحکام
فی جمیع احوال السوق

ابوزکریا یحییٰ
بن عمر الکنانی
(م ۲۸۹ھ/۹۰۲ء)

- ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون الخلال الحث علی التجارة والصناعة والعمل (م ۳۱۲/۹۲۴ء)
- تجارت اور بازار تجارت کس طرح حصول معیشت کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ مال اور اس کے فوائد محنت کی اہمیت
- الریاض. دارالعاصمة طبع ۱۴۰۷ھ
- قدامة بن جعفر الکاتب نیز من کتاب الخراج وصناعة الکتابہ (م ۳۲۷/۹۳۸ء)
- ذرائع آمدن ملکی سکے سواد عراق کے مختلف علاقوں سے حاصل ہونے والی آمدنیوں کا گوشوارہ حجاج بن یوسف اور مامون الرشید کے دور میں عراق میں مختلف اشیاء کے نرخ کیاتھے؟
- لیدن. مطبع بریل ۱۳۰۶ھ
- ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم، ابن بصال (م چوتھی صدی ہجری / دسویں صدی عیسوی)
- کتاب الفلاحة زرعی اراضی کی اقسام زراعت کے مختلف طریقے مختلف پھلوں کے خواص زرعی آلات مختلف زرعی اجناس اور ان کی کاشت کا صحیح موسم
- المغرب. تحقیق. خوسی (مارہ میاس) مطبعة کرمادیس ۱۹۵۵ء
- ابو الحسن علی بن محمد الماوروی والولايات الدينية . (م ۳۵۰/۱۰۵۸ء)
- اسلامی حکومت کے ذرائع آمدن کاشت کا صحیح موسم مصارف اس دور کے کاشتکاروں کی معاشی حالت زرعی اراضی کی مختلف اقسام زراعت کے مختلف طریقے زرعی آلات مختلف زرعی اجناس اور ان کی کاشتکاروں کی معاشی حالت مختلف علاقوں کے محاصل زرعی اراضی کی مختلف اقسام زراعت کے مختلف طریقے مختلف قسم کی زمینیں کن کن اجناس کیلئے زیادہ مفید ہیں زرعی اجناس مختلف قسم کی فصلیں اور ان کی کاشت کا صحیح موسم زرعی آلات
- مصر: دارالفکر للطباعة والنشر، ۱۴۰۴ھ عمان: مجمع اللغة العربية الاردنی ۱۹۸۲ء تحقیق: صلاح جرار جاسر ابوصفیة عبدالعزیز الدوری فاس: المطبعة الجديدة ۱۳۵۷ھ
- ابوالخیر الاندلسی کتاب فی الفلاحة

عبدالرحمن بن نصر الشیرزی م ۵۵۸۹/۱۱۹۲	کتاب نہایۃ الرتبة فی طلب الحسبة	محتسب بننے کیلئے ضروری شرائط محتسب کے فرائض مختلف پیشوں کا ذکر تجارت کی اقسام سود مختلف اشیاء کے نرخ ذخیرہ اندوزی مختلف سکے	بیروت: دارالثقافة تحقیق: الدكتور السيد الباز العربی
ابوالفضل جعفر بن علی الدمشقی (چھٹی صدی ہجری / بارہویں صدی عیسوی)	الإشارة الى محاسن التجارة	مختلف اشیاء کی لاگت اور قیمت کا تعیین کس طرح ہوگا نظریہ قدر قیمتیں کیوں بڑھتی ہیں؟ مختلف اشیاء کے نرخ اور بازار پر ان کا اثر کام کی تقسیم سونے اور چاندی کے سکے تجارت اور اس کے اسلوب محنت کے پھیلاؤ کے اسباب اور اس کی ضرورت	القاهرة: مكتبة الكليات الازهرية ۱۹۷۷م (تحقیق: البشري الشوريحي)
اسعد بن المهذب، ابن ممتی (م ۵۶۰/۱۲۰۹)	قوانين الدواوين	مصر میں عہد آل ایوب کا زرعی نظام زرعی محاصل زرعی اجناس زرعی سرگرمیاں جزیرہ قبالہ وراثت کے احکام مصری اوزان اور پیمانوں کی تحقیق	القاهرة: ۱۹۴۳م (تحقیق: عزیز سوریا عطية)
ابوزکریا بن محمد کتاب الفلاحة ابن العوام الاشبیلی (۱۰)		زرعی اراضی کی اقسام زراعت کے مختلف طریقے مختلف زرعی اجناس اوران کی کاشت کا صحیح موسم اس دور کے کاشتکاروں کی معاشی حالت	میلز: ۱۸۰۲م
ابوالعباس احمد بن عبدالحمید، ابن تیمیہ	الحسبة فی الاسلام او وظيفة الحكومة الاسلاميه	محتسب کے فرائض معاملات کی مختلف اقسام	مطبعة المويد: ۱۳۱۸ھ

ذخیرہ اندوزی	محمد بن محمد بن احمد معالم القرية
ذخیرہ اندوز کیسے عمل کرتا ہے ؟	القرشی، ابن الاخرة فی احکام الحسبة (م ۵۷۲۹/۱۳۲۹ء)
خرید و فروخت	
تسعیر کا جواز اور عدم جواز	
زراعت	
شراکت	
اجارہ	
محتسب بننے کیلئے شرائط	
محتسب کے فرائض	
مختلف اشیاء کے نرخ	
بازار اور ان کی تنظیم	
زکوٰۃ	
مختلف پیشے رکھنے	
والے افراد کا ذکر	
سود	
تجارت کی اقسام	
اجارہ	
اوزان اور پیمانوں	
کی تحقیق	
بیروت: دارالکتب العلمیہ	ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر، ابن قیم فی السياسة الشرعية (م ۵۷۵۱/۱۳۵۰ء)
الحسبة	
تسعیر (قیمتوں کا تعین)	
ذخیرہ اندوزی	
مزراعت	
مختلف صنعتوں کی نوعیت	
اور ان کا علم	
القاهرة: المكتبة التجارية	ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمن، الوصای والحرکة (م ۵۷۸۲/۱۳۸۰ء)
محت کی عظمت	
کاپلی کے نقصانات	
قبل از اسلام سود	
کے علاقے میں خراج	
خراج وظیفہ اور خراج مقاسمہ	
اراضی کی مختلف اقسام	
مزراعت	
مساقات	
جزیہ	
اقطاع	
مصارف زکوٰۃ کی تحدید	
حکومت نیکسوں سے حاصل کردہ	
رقوم کو کن مصالح پر خرچ کرے	
	ابوالفرج عبدالرحمن بن احمد، ابن رجب الخراج (م ۵۷۹۳/۱۳۹۳ء)

- تقی الدین احمد بن علی المواقط والاعتبار مصر کی معاشی تاریخ لبنان: مکتبۃ
المقریزی فی ذکر الخطط والاثار بازار اور ان کی تاریخ احیاء العلوم
(م ۸۸۴/۱۳۴۱ء) بحث (آمد و خرچ کا تخمینہ)
بحث بنانے کے اصول
مختلف ادوار میں بحث
سازی کس طرح ہوئی؟
کرنسی اور اس کے
مختلف ادوار
- ایضاً کتاب النقود الاسلامیۃ اسلام سے قبل اور اس
المسمی بشذور العقود کے بعد عرب شہروں میں
فی ذکر النقود کرنسی کے استعمال کی تاریخ
قدیم کرنسی
وہ کرنسی جو مختلف مسلم
حکمرانوں کے ادوار میں زیر
استعمال رہی
مصری کی کرنسی
معاش کے طریقے
تجارت
کاشتکاری
(م ۸۳۸/۱۳۳۵ء)
- شہاب الدین احمد بن الفلاکۃ والمفلوکین القاهرۃ: مطبعة الشعب
علی الدلجی معاش کے طریقے
کاشتکاری
صنعت و حرفت
آمد و خرچ اور ان کے
مابین تعلق
معاشی سرگرمیوں کی اہمیت
محاسب بننے کیلئے شرائط
محاسب کے فرائض
ذخیرہ اندوزی
مختلف اشیاء کے نرخ
مختلف پیشے رکھنے والے افراد
اوزان اور پیمانوں کی تحقیق
دلال کی اجرت
- ابن بسام، محمد نہایۃ الرتبة بغداد: مطبعة المعارف
(م ۱۱۰۱/۱۱۰۱ء) فی طلب الحسبة
پندرہویں صدی عیسوی
عبدالغنی، النابلسی علم الملاحة بیروت: دارالافاق
(م ۹۳۵/۱۵۲۹ء) فی علم الفلاحة الجدیدة، طبع ۱۹۷۹ء
زراعت کے مختلف طریقے
زراعت کے فوائد
مختلف پھلوں کو محفوظ کرنے
کے طریقے
مختلف زراعی اجناس اور ان کی
کاشت کا صحیح موسم

یہ تو ان کتب کی فہرست ہے جو طبع ہو چکی ہیں اور مختلف کتب خانوں میں دستیاب
ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ بھی معاشیات کے موضوع پر درجنوں کتب ہیں جو ہنوز زیور طبع سے
آراستہ نہیں ہو سکیں۔

معاشیات کے موضوع پر ان کتب کے مختصر تعارف کے بعد اب ہم نہایت اختصار کے ساتھ اسلامی تاریخ کے چند ماہرین معاشیات کے معاشی افکار و نظریات پر بحث کریں گے۔ اس ضمن میں ہم نے درج ذیل شخصیات کا انتخاب کیا ہے:

حضرت عمر بن الخطابؓ (۱۳/۵۲۴-۶۴۵ء)

حضرت علی بن ابی طالبؓ (۳۵/۵۴۰-۶۶۱ء)

حضرت عمر بن عبدالعزیز (۹۹/۱۰۱-۷۱۹ء)

ابوحنیفہ النعمان بن ثابت (۱۵۰/۷۶۷ء)

ابویوسف یعقوب بن ابراہیم (۱۸۲/۷۹۸ء)

محمد بن الحسن الشیبانی (۱۸۹/۸۰۵ء)

یحیٰ بن آدم القرشی (۲۰۳/۸۱۸ء)

ابو عبیدہ القاسم بن سلام (۲۲۴/۸۳۸ء)

قدامہ بن جعفر الکاتب (۳۳۴/۹۴۸ء)

ابو محمد علی بن احمد ، ابن حزم (۵۵۶/۱۰۶۳ء)

ابو حامد محمد بن محمد ، الغزالی (۵۵۰/۱۱۱۱ء)

ابوالفضل جعفر ابن علی دمشقی (م چھٹی صدی ہجری /

بارہویں صدی عیسوی)

عبدالرحمن بن محمد ، ابن خلدون (۵۸۰/۱۲۰۶ء)

حضرت عمر بن الخطابؓ

اسلامی معاشی فکر کی تاریخ میں حضرت عمر بن الخطابؓ ایک عظیم معاشی مفکر کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں کیونکہ آپ کو اپنے دور حکومت میں بعض ایسے اقتصادی مسائل سے دوچار ہونا پڑا جو عہد رسالت ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں موجود نہیں تھے۔ آپ نے اپنی اعلیٰ اقتصادی بصیرت کی بدولت ان کو احسن طریقہ سے حل فرمایا۔

امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں شام و عراق کی مفتوحہ زمینوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کی اختیار کردہ پالیسی پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ان کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام میں سے ایک جماعت کا مطالبہ یہ تھا کہ مفتوحہ زمینیں فاتحین کو بطور جاگیر دے دی جائیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے بعض قومی مصلح کی بنا پر زمینیں تقسیم کرنے سے

انکار کر دیا۔ آپ نے یہ رائے دی کہ زمینوں کو سرکاری ملکیت قرار دیا جائے اور سابق مالک ہی ان کو کاشت کریں۔ اور کاشت کاروں پر خراج عائد کر دیا جائے (۱۱)
حضرت عمرؓ کے اس فیصلے مفتوحہ اراضی کے بارے میں ان کے معاشی فکر کے درج ذیل اصول و مبادی اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

(الف) زمین کاشت کرنے کا اصل حقدار صاحب زمین ہی ہے۔ بہتر پیداوار کے حصول کیلئے زمین اس کے اصل مالک کے پاس ہی رہنی چاہیے۔

(ب) بہت زیادہ وسیع رقبے کا مالک زمین سے وہ فوائد حاصل نہیں کر سکتا جو چھوٹے رقبے کا مالک محدود زمین سے محنت کر کے حاصل کرتا ہے۔

(ج) اگر مفتوحہ اراضی فاتحین کے درمیان تقسیم کر دی گئی تو یہ وسیع و عریض رقبہ چند ہاتھوں میں محدود ہو جائے گا۔ اور اس طرح حکومت کو محاصل و خراج میں خسارہ برداشت کرنا پڑے گا۔

(د) مفتوحہ اراضی فاتح جرنیلوں میں تقسیم کرنے سے امت میں اغنیاء کا ایک بڑا طبقہ پیدا ہو جائے گا اور اس سے ان کے مزاج اور عادات میں خلل پیدا ہوگا۔

(ر) فوج کا فریضہ زراعت اور کاشت کاری نہیں بلکہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

حضرت عمرؓ نے مصر کی زمینیں بھی ان کے اصل مالکوں کے پاس ہی رہنے دیں اور ان کو مسلمانوں کے قبضے سے بچانے کیلئے یہ قانون بنا دیا کہ کوئی مسلمان خرید کر بھی زمین حاصل نہیں کر سکتا۔ کئی صدیوں تک یہ قانون جاری رہا۔

حضرت عمرؓ کو بہبود عامہ کی ہر وقت فکر رہتی تھی۔ طبری کی روایت کے مطابق حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ جمہور کی خوشحالی کا جائزہ لینے کیلئے تمام ملک کا دورہ کروں گا (۱۲) امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ اپنے عمال کو رخصت کرتے وقت جو نصیحتیں فرماتے تھے ان میں یہ الفاظ بھی ہوتے تھے کہ مسلمانوں کی سہولت اور خوشحالی کیلئے ہر طرح کا اہتمام کرتے رہنا (۱۳)

۱۱ حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے عثور (Custom Duty) کی ابتداء کی (۱۴) آپ بیت المال کے مداخل و مخارج کے بارے میں عمال کے نام احکام بھیجتے رہتے تھے۔ صاحب کفر لعمال، علاء الدین علی المستنصر، ۹۷۷ھ/۱۵۶۷ء نے حضرت عمرؓ کے ان فرامین کو

نقل کیا ہے جو انہوں نے اپنے عہد حکومت میں مختلف عمال کے نام تحریر کئے تھے (۱۵) اسلام سے قبل عربوں کے ہاں رومی، فارسی اور یمن کے سکے رائج تھے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں انہی سکوں کے ذریعے لین دین ہوتا تھا۔ تقی الدین احمد بن علی المقریزی (م ۸۳۵ھ/۱۴۳۱ء) کے بیان کے مطابق اسلام میں سب سے پہلے حضرت عمرؓ کے دور میں سکے بنائے گئے (۱۶) آپ نے ۱۸ھ میں یہ حکم دیا تھا کہ ساسانی طرز کے سکوں پر نئے سکے بنائے جائیں۔ آپ نے بعض سکوں پر "الحمد للہ" کچھ پر "محمد رسول اللہ" اور بعض پر "لا الہ الا اللہ وحدہ" کے لفظ کندہ کروائے (۱۷) اس دور کے بعض سکوں میں سے کچھ عراقی عجائب گھر میں اب بھی موجود ہیں (۱۸)

حضرت علی بن ابی طالبؓ

اسلامی معاشی فکر کے ارتقاء میں علی بن ابی طالبؓ کا کردار بھی نمایاں ہے۔ ٹیکوں کی وصولی کے ضمن میں آپؓ نے یہ نظریہ پیش کیا کہ اگر عدل و انصاف سے ٹیکس وصول کئے جائیں تو آمدنی بڑھ جاتی ہے اور ظلم و ستم کے نتیجے میں آمدنی کم ہو جاتی ہے۔ آپؓ نے جب اپنے عامل کو مصر کے خراج پر مقرر کیا تو تنبیہ کی کہ خراج کی وصولی میں عدل کو پیش نظر رکھنا۔ اس سے خراج کی رقم میں بھی اضافہ ہوگا اور آبادی کی فلاح و بسود بھی ہوگی۔ جبکہ ظلم و ستم سے نتائج اس کے برعکس نکلتے ہیں۔ محمد بن الحسین الشریف الرضی (م ۴۰۶ھ/۱۰۱۵ء) نے صحیح البلاغ میں حضرت علیؓ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

ولیکن نظرك فی عمارة الارض ابلغ من نظرك فی استجلاب الخراج لان ذلك لا يدرك الا بالعمارة ومن طلب الخراج بغير عمارة اخرب البلاد واهلك العباد (۱۹)

"اور خراج کی جمع آوری سے زیادہ زمین کی آبادی کا خیال رکھنا کیونکہ خراج بھی تو زمین کی آبادی ہی سے حاصل ہو سکتا ہے اور جو آباد کئے بغیر خراج چاہتا ہے وہ ملک کی بربادی اور بندگان خدا کی تباہی کا سامان کرتا ہے۔

حضرت علیؓ "التعمية" کی جگہ "العمارة" کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ اور اس سے آپؓ "عدل اجتماعی" مراد لیتے ہیں۔ آپؓ مصر کے ایک عامل کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

فافسح فی آمالہم وواصل فی حسن الثناء علیہم ، وتعدید ما ابلی ذوالبلاءمنہم فان کثرة الذکر لحسن افعالہم تہزل الشجاع وتحرض الناکل ان شاء اللہ (۲۰)

"پس ان کی امیدوں میں وسعت و کشائش رکھنا۔ انہیں اچھے لفظوں سے سراہتے رہنا، اور ان کا زناموں کا تذکرہ کرتے رہنا۔ اس لئے کہ ان کے اچھے کارناموں کا ذکر بہادروں کو جوش میں لے آتا ہے اور پست ہمتوں کو ابھارتا ہے۔ ان شاء اللہ"

حضرت علیؑ نے صیفہ مال میں بعض ایسی اصلاحات کیں جن سے اس کی آمدنی میں اضافہ ہو گیا۔ آپؑ کے عہد سے قبل جنگلات سے کوئی مالی فائدہ حاصل نہیں کیا جاتا تھا۔ امام ابو یوسف کے بیان کے مطابق آپؑ نے ان کو قابل ٹیکس قرار دیا۔ چنانچہ صمرائے برس سے چار ہزار درہم سالانہ آمدنی ہوتی تھی۔ (۲۱)

تجارتی معاملات میں ناپ تول کے پیمانوں کی درستگی پر آپؑ نے کافی توجہ دی۔ آپؑ درہ لے کر بازار نکل جاتے تھے اور اشیاء فروخت کرنے والوں کو ناپ تول میں ایمانداری کی ہدایت کرتے ابن سعد "طبقات" میں لکھتے ہیں:

"قال رأیت علیاً..... ومعه درة له یمشی بها فی الاسواق ویامرهم بتقوی اللہ وحسن البیع ویقول او فوالکیل والمیزان" (۲۲)

مہمبا، میں نے (حضرت) علیؑ کو اس حالت میں دیکھا۔۔۔۔۔۔ اور ان کے ہمراہ درہ (چرمی ہنٹر) تھا۔ جب وہ بازاروں میں بے جاتے تھے اور لوگوں کو اللہ سے ڈرنے اور بیع میں خوبی کا حکم دیتے تھے اور کہتے تھے کہ کیل (پیمانہ) اور ترازو کو پورا کرو"

حضرت علیؑ کے نزدیک جب حکمران اور رعایا دونوں اپنے اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ ہوں تو اس سے معاشی ترقی کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔ قومی یک جہتی اور حاکم و محکوم میں مکمل ہم آہنگی کا کسی ملک کی ترقی میں اہم کردار ہوتا ہے۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں رعایا کے حقوق جھینے جاتے ہوں، حکمران طبقہ اور رعایا کے مابین شکوک و شبہات جنم لیتے ہوں، ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا۔ آپؑ ایک خطبہ میں فرماتے ہیں:

"واعظم ما افترض سبحانه من تلک الحقوق حق الوالی علی الرعیۃ وحق الرعیۃ علی الوالی فریضۃ فرضها اللہ سبحانه لکل علی کل، فجعلها

نظاماً لالفتهم وعزاً لدينهم فليت تصلح الرعية الابصلاح الولاية ولا تصلح الولاية الا باستقامة الرعية. فاذا ادت الرعية الى الولاية حقه، وادى الولى اليها حقها، عزالحق بينهم، وقامت مناهج الدين، واعتدلت معالم العدل..... فصلح بذلك الزمان وطمع فى بقاء الدولة واذا غلبت الرعية واليهاءو احجف الولى برعيته، اختلفت هنالك الكلمة وظهرت معالم الجور." (۲۳)

"اور فرض شدہ حقوق میں سے ایک حاکم کا حق ہے رعایا پر۔ اور رعایا کا حق ہے حاکم پر۔ یہ خدا کا فرض (واجب) کردہ فریضہ ہے۔ دونوں میں سے ہر ایک پر جسے عام انسانوں کی تنظیم اور ان کے دین کی عزت بنایا ہے۔ اب رعایا کی اصلاح حاکموں ہی کی اصلاح پر ہے اور ان کی اصلاح رعایا کی استقامت واستقلال پر موقوف ہے۔ توجب رعایا والی کا حق پورا کر دے اور حاکم محکوم کے حق ادا کر دے تو "حق" ان لوگوں میں معزز اور دین کے راستے واضح اور عدل کے نشانات اعدال حاصل کر لیتے ہیں۔۔۔ اس طرح زمانے میں اصلاح اور حکومت کی بقاء کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جب رعایا اپنے حاکم پر غالب آجائے یا حاکم رعایا پر ظلم کرنے لگے تو اتحاد کا خاتمہ اور ظلم کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔"

حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ

حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کا دور بھی ان کے معاشی فکر اور تجزیاتی رسائی کے بارے میں کافی معلومات مہیا کرتا ہے۔ ٹیکسوں کی وصولی میں جو بے اعتدالیاں پائی جاتی تھیں آپ نے ان کو دور کیا۔ آپ نے خراج کی وصولی کے متعلق اپنے عامل عبدالحمید بن عبدالرحمن کو یہ فرمان لکھا:

"ان انظرا الارض ولا تحمل خرابا على عامر ولا عامراً على خراب، وانظر الخراب فان اطاق شيئاً، فخذ منه ما اطاق واصلحه حتى يعمر، ولا تاخذ من عامر لا يعتمل شيئاً، وما اجذب من العامر من الخراج فخذ في رفق وتسكين لا هل الارض، وأمرک ان لا تاخذ في الخراج الا وزن سبعة ليس فيها تبر ولا اجور الضبرا بين ولا اذابة الفضة ولا هدية النيروز والمهرجان ولا ثمن الصحف ولا اجور الفيوج ولا اجور البيوت ولا درهم النكاح، ولا خراج على من اسلم من اهل الارض" (۲۴)

"زمین کا جائزہ لو۔ محاصل کی تعیین میں کسی ناکارہ زمین کو آباد زمین پر یا آباد زمین کو ناکارہ زمین پر نہ قیاس کرو۔ ناکارہ زمینوں کا جائزہ لینے پر اگر یہ اندازہ ہو کہ وہ کچھ محصول برداشت کر سکتی ہیں تو ان سے ان کی برداشت کے مطابق وصول کرو۔ اور ان کی اصلاح کی تدبیر کر کے ان کو پوری طرح قابل کاشت بنا دو۔ ایسی کار آمد زمین پر کوئی محصول نہ عائد کرو جو زیر کاشت نہ ہو۔ جن قابل کاشت زمینوں سے خراج وصول ہونا بند ہو گیا ہو ان کے معاملہ کو زمین والوں کے ساتھ نرمی اور سہولت برتتے ہوئے سلجھاؤ۔ اور میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ خراج میں صرف وزن سبعة والے درہم لیا کرو جن میں جعلی یا ردی سکے نہ ہوں۔ سکہ ڈھالنے والوں کی اجرت اور چاندی پگھلانے کی اجرت نہ وصول کرو۔ نوروز اور مہرجان کے تحفے نہ لو۔ کاغذات کی قیمت اور ہر کاروں کی اجرت نہ وصول کرو۔ شب باشی کے مکانوں کا کرایہ اور پیشہ زنا سے ہونے والی آمدنی پر (ٹیکس) نہ لو۔ اور زمین والوں میں سے جو کوئی اسلام لائے اس پر خراج (یعنی جزیہ) نہیں عائد ہوگا۔"

حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے عام فرمان جاری کیا کہ جو لوگ مسلمان ہو جائیں ان سے جزیہ نہ وصول کیا جائے۔ اس وجہ سے صرف مصر میں اپنے آدمی مسلمان ہوئے کہ جزیہ کی آمدنی کم ہو گئی۔ آپ کے ایک والی نے خط لکھ کر نو مسلموں سے جزیہ وصول کرنے کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا:

"وان اللہ جل ثناءہ بعث محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم داعیاً الی الاسلام ولم یبعثہ جابیاً فمن اسلم من اهل تلك الملل فعليه في ماله الصدقة ولا جزیة علیہ" (۲۵)

"اور بے شک اللہ جل ثناءہ نے محمد ﷺ کو داعی بنا کر بھیجا تھا نہ کہ محصل بنا کر۔ ان مذاہب کے پیروؤں میں سے جو لوگ اسلام لے آئیں ان کے ذمہ اپنے مال کی زکوٰۃ ہوگی۔ ان پر جزیہ نہیں عاید ہوگا۔"

آپ نے تو یہ فرمان بھی جاری کر دیا کہ اگر کسی غیر مسلم کا جزیہ برابر میں رکھا جا چکا ہو اور اس حالت میں بھی وہ اسلام قبول کر لے تو اس سے جزیہ نہ لیا جائے (۲۶)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ایک عامل نے ٹیکس کی وصولی کیلئے لوگوں کو سزا دینے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا۔ (۲۷)

انہوں نے اپنے دور میں جس قدر ناجائز ٹیکس تھے سب موقوف کر دیئے۔ ابو عبد اللہ محمد ابن سعد (م ۲۳۰ھ/۸۴۴ء) نے اپنی کتاب "الطبقات الکبریٰ" میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے عدی بن اریطہ (م ۱۰۲ھ/۷۲۰ء) کو ایک فرمان جاری کیا۔ جس میں یہ الفاظ بھی تھے:

"ان ضع عن الناس المائدة والنوبة والمكس، ولعمري ما هو بالمكس ولكنه، البخس الذي قال الله ولا تبخسوا الناس اشياء هم ولا تعثوا في الارض مفسدين" (۲۸)

"کہ لوگوں سے ماندہ، نوبہ اور مکس (محصول کے اقسام) اٹھاؤ۔ میری جان کی قسم یہ مکس نہیں ہے بلکہ بخش (نقصان) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لوگوں کی چیزوں میں خیانت نہ کرو اور نہ زمین میں فساد کرتے پھرو۔

بعض عمال چیزوں کا نرخ گھٹا کر کم قیمت پر خرید لیتے تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے یہ قانون بنادیا کہ کوئی عامل کسی فرد کا مال کم قیمت پر نہیں خرید سکتا۔ فارس کے والی کو آپ نے لکھا:

"بلغني ان عمالك بفارس يخرصون الثمار على اهلها ثم يقومونها بسعردون سعر الناس الذي يتبايعون به فيأخذونه ورقاً على قيمتهم التي قوموها وان طوائف من الاكراد ياخذون العشر من الطريق، ولو علمت انك امرت ببشني من ذلك او رضيته بعد علمك به ماناظرتك ان شاء الله بما تكره" (۲۹)

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ فارس کے تمہارے ماتحت عمدہ دار پھلوں کو ان کے مالکوں کے پاس اندازہ کر کے قیمت ایسے نرخ سے لگاتے ہیں جس پر لوگ باہم خرید و فروخت نہیں کرتے۔ اس اندازہ کی ہوئی قیمت پر اس کی چاندی لیتے ہیں اور کردوں کے چند گروہ راستے سے عشر (آمدنی کا دسواں حصہ) وصول کرتے ہیں۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ ان امور میں سے تم نے کسی امر کا حکم دیا ہے یا اس کے معلوم ہونے کے بعد تم اس پر راضی ہو تو ان شاء اللہ میں کوئی ایسی بحث نہ کرتا جو تمہیں ناگوار معلوم ہوتی"

آپ نے اپنے دور میں کفالت عامہ کا بہترین انتظام کیا۔ عدی بن اریطہ کو لکھا:

"فانظر اهل الذمة فارفق بهم، واذا اكبر الرجل منهم وليس له مال فانفق

علیہ فان کان له حمیم فمرحمیمہ ینفق علیہ" (۳۰)
 "ذمیوں کے حال پر نظر کرو اور ان کے ساتھ مہربانی کرو جب ان میں سے کوئی بوڑھا ہو جائے
 اور اس کے پاس مال نہ ہو تو اس پر تم خرچ کرو۔ اگر اس کا کوئی دوست ہو تو حکم دو کہ وہ اس
 پر خرچ کرے"

ابو حنیفہ النعمان بن ثابت

اسلامی تاریخ میں ابو حنیفہ (النعمان بن ثابت) کے معاشی افکار و نظریات بھی بڑی
 اہمیت کے حامل ہیں۔ آپ خود ایک بڑے تاجر تھے۔ اس لئے فقہ کے مالی مسائل میں
 تاجرانہ انداز فکر سے متاثر نظر آتے ہیں۔ آپ نے ایک معاشی مفکر کی حیثیت سے
 خرید و فروخت کے معاملات میں راہنمائی دی ہے۔ تجارت سے متعلق آپ کے معاشی افکار
 حنفی فقہ کی کتب میں ملتے ہیں۔ آپ نے خرید و فروخت کے چار اصول پیش کیے ہیں۔ جو
 درج ذیل ہیں:

- (الف) جو چیز بدل میں لی جائے اس سے واقفیت ضروری ہے۔
 - (ب) معاملہ کرتے وقت ہر قسم کے سود سے بچنا چاہیے۔
 - (ج) خرید و فروخت کے معاملات میں جہاں نص نہ ہوگی، عرف کو معتبر سمجھا جائے گا۔
 - (د) تمام معاملات میں امانت داری اساس و بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے (۳۱)
- لوگوں کو باہمی جھگڑوں سے بچانے کیلئے آپ نے بیع سلم میں چھ امور کی وضاحت
 ضروری قرار دی ہے۔

- (۱) تعریف و تعیین جنس
- (۲) تعیین نوع، اگر اس کے مختلف انواع ہوں۔
- (۳) تعیین مقدار
- (۴) وضاحت اوصاف
- (۵) تعیین مدت
- (۶) اس مقام کی تعیین جہاں مسلم فیہ (وہ غلہ وغیرہ اشیاء جن کی بیع کی جائے) سپرد
 کیا جائے (۳۲)

ابویوسف یعقوب بن ابراہیمؒ

ابویوسف یعقوب بن ابراہیمؒ نے "کتاب الخراج" میں خراجی زمینوں کے محاصل پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ ان زمینوں کے اسلامی مملکت میں شامل ہونے اور ان کے نظام محاصل کی پوری تاریخ بیان کرنے کے بعد انہوں نے نظام المساحہ اور نظام المقاسمہ کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ آپ بڑی تفصیل سے وہ واقعات سامنے رکھتے ہیں جن میں اس نئے نظام کی ضرورت محسوس ہوئی۔ آپ لکھتے ہیں:

"نظرت فی خراج السواد وفي الوجوه التي يجبي عليها وجمعت في ذلك اهل العلم بالخراج وغيرهم وناظرتهم فيه فكل قد قال فيه بما لا يحل العمل به، فناظرتهم فيما كان وظيف عليهم في خلافة عمر بن الخطاب رضي الله عنه في خراج الارض واحتمال ارضهم اذ ذاك لتلك الوظيفة" (۳۳)

"میں نے سواد کے خراج اور اس کے محاصل وصول کرنے کے طریقوں پر غور کیا۔ اس سلسلہ میں میں نے خراج کے متعلق علم رکھنے والوں اور دوسرے حضرات کو جمع کر کے ان سے بحث و مذاکرہ بھی کیا۔ کیونکہ ہر ایک نے اس باب میں ایسی آراء ظاہر کی ہیں جن پر عمل جائز نہیں ہوگا۔ میں نے ان سے محاصل کی بابت گفتگو کی جو عمر بن الخطابؓ کے عہد خلافت میں ان لوگوں پر زمین کے خارج کے طور پر عائد کئے گئے تھے اور یہ بات سامنے رکھی کہ اس وقت ان کی زمینیں ان محاصل کا بار برداشت کر سکتی تھیں۔"

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

فذكرو ان العامر كان من الارضين في ذلك الزمان كثيراً وان المعطل منها كان يسيراً ووصفوا كثرة العامر الذي لا يعمل وقلة العامر الذي يعمل وقالوا لو اخذنا بمثل ذلك الخراج الذي كان حتى يلزم للعامر المعطل مثل ما يلزم للعامر المعتمل، ثم نقوم بعمارة ما هوا الساعة غامر ولا نحتره لضعفنا عن اداء خراج مالم نعمله وقلة ذات ايدينا فاما ما تعطل منذمائة سنة واكثر واقل فليس يمكن عمارة ولا استخراجه في قريب ولمن يعمر ذلك حاجة الى مؤنة ونفقة لا تمكنه، فهذا عذرنا في ترك عمارة ما قد تعطل" (۳۴)

"لیکن ان لوگوں نے یہ کہا کہ اس زمانہ میں زیادہ تر زمینیں آباد تھیں اور ایسی زمینیں کم تھیں جن پر کاشت نہ کی جارہی ہو اور اب ایسی کار آمد زمینیں زیادہ ہیں جن پر کاشت نہیں کی جارہی ہے۔ اور ایسی کار آمد زمینیں کم ہیں جن پر کاشت بھی کی جارہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم سے اب بھی خراج کی وہی شرحیں وصول کی گئیں جو (حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مقرر کی گئی) تھیں تو ان کار آمد زمینوں پر جو زیر کاشت نہیں ہیں وہی مالیہ عائد ہوگا جو زیر کاشت زمینوں پر ہوگا اور پھر ہمیں (لانا) ان زمینوں کی آباد کاری کا انتظام کرنا ہوگا جو آج کل بالکل بنجر ہو چکی ہیں حالانکہ ان کی کاشت ہم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ایک تو ہم ان زمینوں کا خراج ادا کرنے سے بھی قاصر ہو رہے ہیں جو زیر کاشت نہیں ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے پاس سرمایہ بھی بہت کم ہے۔ رہیں وہ زمینیں جو کم و بیش سو سال سے بے کار پڑی ہیں تو بھی مستقبل قریب میں ان کی بازیافت اور آباد کاری کا امکان نظر نہیں تا۔ ایسی زمینوں کو آباد کرنے والوں کو اتنے زیادہ مصارف برداشت کرنے ہوں گے جو سردست استطاعت سے باہر ہیں۔ معطل زمینوں کی آباد کاری سے گریز کا ہمارے پاس یہی عذر ہے۔ اس کے بعد امام ابو یوسف کہتے ہیں:

فرايت ان وظيفة من الطعام . كيلا مسمى او دراهم مسماة توضع عليهم
مختلفاً . فيه دخل على السلطان وعلى بيت المال وفيه مثل ذلك على
اهل الخراج بعضهم من بعض

اما وظيفة الطعام فان كان رخصاً فاحشاً لم يكتف السلطان بالذی
وظف علیهم ولم يطب نفساً بالحط عنهم ولم يقو اذلك الجنود ولم
تشحن به الثغور، واما غلاء فاحشاً لا يطيب السلطان نفساً بترك ما
يستفضل اهل الخراج من ذلك (۳۵)

"(ان باتوں پر غور کرنے کے بعد) اب میں نے یہ رائے قائم کی ہے کہ محصول کے طور پر غلہ کی کوئی متعین مقدار یا درہموں کی کوئی متعین تعداد مختلف شرحوں کے ساتھ ان پر عائد کرنا سلطان اور بیت المال کے لئے نقصان کا باعث ہوگا۔ یہ شکل خراج ادا کرنے والی رعایا کے باہمی معاملات کے لئے بھی مضر ہوگی۔

جہاں تک متعین مقدار غلہ کی شکل میں خراج عائد کرنے کا سوال ہے تو اگر غلہ بہت

زیادہ سستا ہوا تو سلطان اس مقدار کو کافی نہیں سمجھے گا جو ان پر عائد کی گئی ہے اور نہ وہ بطیب خاطر اس تخفیف کو گوارا کرے گا۔ ان (تھوڑے محاصل) کے ذریعہ فوجوں کی ضروری قوت نہ بہم پہنچائی جاسکے گی اور سرحدوں پر فوجی چوکیوں کا قیام و انتظام ٹھیک طرح نہ ہو سکے گا۔ اگر غلہ بہت زیادہ گراں ہوا تو خراج ادا کرنے والوں کو مقدار مقررہ زیادہ معلوم ہوگی لیکن سلطان کو اس میں تخفیف گوارا نہیں ہوگی۔

نظام المساحة کی ایک اور خرابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام ابو یوسف رقمطراز ہیں:

واما ما يدخل على اهل الخراج فيما بينهم فلا بد لها تين الطبقتين من مساحة او طرادة وای ذلک کان غلب عليه اهل القوة اهل الضعف واستاثروا به وحملوا الخراج على غير اهله وعلى الانكار مع اشياء كثيرة تدخل في ذلک لولا ان تطول لفسرتها" (۳۶)

"(غلہ کی مقررہ مقدار یا داراہم کی متعینہ تعداد وصول کرنے کی شکل میں) خراج ادا کرنے والوں کو ایک دوسرے سے جو نقصان پہنچتا ہے اس کی نوعیت یہ ہے کہ ان محاصل کی تحصیل کیلئے (کھیتوں کی) پیمائش یا کسی اور طرح کے نشانات قائم کرنا ناگزیر ہوگا۔ ان میں سے جو شکل بھی اختیار کی جائے، طاقت ور لوگ کمزوروں پر مسلط ہو جائیں گے۔ یہ کام خود اپنے ہاتھ میں لے لیں گے اور خراج کا بار ان لوگوں کے سر ڈال دیں گے جن پر اس کا بار نہیں پڑنا چاہیے۔ باوجود ان کے احتجاج و انکار کے ایسا ہی ہوگا۔ اس کے علاوہ اس سلسلہ میں اور بہت سی قابل توجہ باتیں سامنے آتی ہیں۔ اگر طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان سب کو وضاحت سے بیان کرتا"

ان مندرجہ بالا اقتباسات سے امام ابو یوسفؒ کے معاشی افکار کے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

(۱) حضرت عمرؓ کے دور میں نظام المساحہ، زمین کی حالت کے مطابق درست تھا۔ اس طریقہ سے کاشتکاروں میں زیادہ محنت اور عمل کا جذبہ پیدا ہوا۔ زمین کی آباد کاری میں اضافہ ہوا۔ اشیاء کی قیمتیں کم ہوئیں۔

(۲) حضرت عمرؓ کے دور کے اقتصادی حالات اب بدل چکے ہیں۔ کچھ اراضی نمکینی اور کم محنت کی وجہ سے خراب ہو چکی ہیں۔ اس دور میں آباد زمینیں زیادہ تھیں اور ایسی

زمینیں کم قیمتیں جن پر کاشت نہیں کی جا رہی ہو۔ لیکن اب ایسی کار آمد زمینیں زیادہ ہیں جن پر کاشت کی جا رہی ہے۔ اس لئے حالات میں تبدیلی کا تقاضا یہ ہے کہ نظام میں بھی تبدیلی کی جائے۔

(۳) زرعی زمینوں پر متعین مقداروں میں محصول عائد کرنا حدل کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ یہ طریقہ سلطان اور کاشتکار دونوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ فرض کریں کہ محصول غلہ کی ایک متعین مقدار کی شکل میں عائد کیا گیا ہے۔ اب غلہ کی قیمت میں کمی ہوگی یا اضافہ ہوگا۔ اگر قیمت میں کمی واقع ہوئی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ سلطان کو جو کچھ وصول ہوگا اس کی فروخت سے اس کو اس سے کم آمدنی ہوگی جو غلہ کے سستا ہونے سے پہلے ہوتی تھی۔ چونکہ ریاست کے اخراجات مثلاً فوجیوں کی تنخواہیں، سرحدی چھاؤنیوں کی تعمیر وغیرہ نقد رقوم کے ذریعے پورے کئے جاتے ہیں لہذا آمدنی میں کمی سے یہ ذمہ داریاں پوری نہ ہو سکیں گی۔ اگر غلہ کی قیمت میں اضافہ ہوگا تو اس صورت میں کاشتکاروں کو غلہ کی ایک متعین مقدار دینا گراں گزرے گا۔

(۴) اگر خراج نقدی کی صورت میں متعین ہوگا تو اس کے نتائج حکومت اور کاشتکار دونوں کے لئے نقصان دہ ہوں گے۔ قیمتیں بلند ہونے کی صورت میں حکومت اور مزارعین دونوں کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس طرح قیمتوں کے بڑھنے اور کم ہونے کی صورت میں نظام المساد مناسب نہیں ہے۔ یہ نظام حکومت اور کاشتکار دونوں کے حقوق چھیننے والا ہے۔

(۵) یہ نظام عنقریب کاشتکاروں کے مابین ایک دوسرے پر ظلم کرنے کا سبب بنے گا۔ قومی لوگ کمزوروں پر ظلم کریں گے۔ زراعت کے شعبہ میں تمام ممکنہ فوائد وہ حاصل کر لیں گے جبکہ کمزوروں کے لئے کچھ نہیں چھوڑیں گے۔ خراج کا سارا بوجھ کمزوروں پر ڈال دیا جائے گا اور کاشتکاروں کے درمیان جھگڑے و فسادات بڑھ جائیں گے۔

محمد بن الحسن الشیبانی

محمد بن الحسن الشیبانی نے بھی معاشی امور پر بحث کی ہے۔ وہ اپنی کتاب "الاقتصاد فی الرزق المستطاب" میں "کسب" کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ -

"الاكتساب فى عرف اللسان تحصيل المال بما يحل من الاسباب" (۳۷)
 امام محمد نے "الكسب" کی اہمیت پر بھی بحث کی ہے۔ ان کا نظریہ یہ ہے کہ جس طرح ایک
 مسلمان کیلئے نماز روزہ کی پابندی ضروری ہے، اسی طرح حلال ذرائع سے اکتساب مال کیلئے
 جدوجہد کرنا بھی فرض ہے (۳۸)

آپ نے بعض لوگوں کے اس نظریہ کی تردید کی ہے کہ "کسب" "توکل" کے منافی
 ہے۔ اور صرف ناگزیر ضرورت کے تحت ہی معاشی جدوجہد کرنی چاہیے۔ اور اس کے علاوہ
 حرام ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"وقال قوم من جهال اهل التقشف وحماقى اهل التصوف. ان الكسب حرام
 لا يحل الا عند الضرورة بمنزلة تناول الميتة ، وقالوا ان الكسب ينفى
 التوكل على الله او ينقص منه وقد امرنا بالتوكل قال تعالى "فتوكلوا ان
 كنتم مؤمنين . فما يتضمن نفى التوكل يكون حراما . والدليل على انه
 ينفى التوكل قوله صلى الله عليه وسلم لو توكلتم على الله حق التوكل
 لرزقكم كما يرزق الطير تغدو خاصاً وتروح بطاناً وقال تعالى وفى السماء
 رزقكم وما توعدون . وفى هذا حث على ترك الاشتغال بالكسب ، وبيان
 ان ما قدرله من الموعود ياتيه لا محالة وقال عز وجل وامر اهلك بالصلاة
 واصطبر عليها لانسالك رزقا . نحن نرزقك والعاقبة للمتقوى . والخطاب
 وان كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم فالمراد منه امته فقد امر
 بالصبر والصلاة وترك الاشتغال بالكسب وبطلب الرزق (۳۹)
 امام محمد مزید لکھتے ہیں:

"والدليل عليه ان الله تعالى امر بالانفاق على العيال من الزوجات والا ولا
 دو المعتعدات . ولا يتمكن من الانفاق عليهم الا بتحصيل المال
 بالكسب (۴۰)

امام محمد لکھتے ہیں کہ "کسب" کی چار اقسام ہیں:

- | | |
|-------|------------------|
| (الف) | اجارہ |
| (ب) | تجارت |
| (ج) | زراعت |
| (د) | صنعت و حرفت (۴۱) |

• آپ کا نظریہ یہ ہے کہ تجارت کی نسبت زراعت کو زیادہ اہمیت حاصل ہے کیونکہ انسان کی بنیادی ضروریات زندگی زراعت ہی سے وابستہ ہیں (۴۲)

امام محمدؒ نے یہ نظریہ پیش کیا کہ انسان کی معاشی حاجات (Economic demands) بہت زیادہ ہیں اس لئے اقتصادی ترقی کیلئے تقسیم عمل کا ہونا بہت ضروری ہے۔ ہر انسان کو جہاں اپنی معاشی حاجات پوری کرنی ہوتی ہیں وہاں دوسرے انسانوں کی حاجات بھی اس سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اس لئے انسان معاشرہ میں ہی زندگی گزار سکتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"وقدرلهم المعاش باسباب فيها حكمة بالغة، يعني ان كل احد لا يتمكن من تعلم جميع ما يحتاج اليه في عمره ، فلواشغل بئالك فنى عمره قبل ان يتعلم لا يمكنه ان يحصله لنفسه ، وقد تعلق بهذا مصالح المعيشة لهم ، فيسر الله تعالى على كل واحد منهم تعلم نوع من ذلك حتى يتوصل الى ما يحتاج اليه منه ذلك النوع بعمله ويتوصل غيره الى ما يحتاج اليه من ذلك بعمله ايضا واليه اشار الرسول الله صلى عليه وسلم في قوله " المؤمنون كالبنیان يشد بعضه بعضاً وبيان هذا في قوله تعالى ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات . الاية، يعني ان الفقير يحتاج الى مال لغنى ، والغنى يحتاج الى عمل الفقير، فهنا الزارع يحتاج الى عمل النساج ليحصل اللباس لنفسه ، والنساج يحتاج الى عمل الزارع لتحصيل الطعام، والقطن الذي يكون منه اللباس لنفسه ، ثم كل واحد منهما يقيم من العمل ما يكون معيناً لغيره" (۴۳)

یحیٰ بن آدم القرشی

معاشیات پر یحییٰ بن آدم القرشیؒ کی کتاب کا نام "کتاب الخراج" ہے۔ آپ نے اس کتاب میں خراج کے مختلف مسائل سے متعلق احادیث و آثار کو اپنی سند کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔ آپ زکوٰۃ، عشر خراج، جزیہ غنیمت، فے اور زمین کے متعلق مسائل بیان کرتے ہیں۔ کتاب الخراج میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

قال یحیٰ : وسالت ابا ایاس فقال . البعل والعشری والعذی، هو الذی یسقى بماء السماء قال یحیٰ واذا كانت الارض یسقى بعضها فتحاً ویسقى

بعضها بالغرب فيخرج فيها كلها خمسة اوساق ، فانه يزكى بالحصّة ما سقى فتحاً فالعشر، وما سقى بالغرب فنصف العشر والعشري ما يزرع بالسحاب والمطر خاصة ، ليس يسقى الا بما يصيبه من المطر، فذلك العشري ، والبعل ما كان من الكروم ، قد ذهب عروقة في الارض الى الماء فلا يحتاج الى السقى الخمس سنين والست ، يحتمل ان يترك السقى فهذا البعل، والسيل ماء الوادي اذا سال. فاما الغيل فهو سيل دون السيل الكبير، اذا سال القليل بالماء الصافي فهو الغيل. والعذى ماء المطر" (۴۴)

"مجی نے کہا، میں نے ابویاس سے سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ بعل عشری اور عذی وہ زراعت ہے جس کی سینچائی بارش سے ہو، اور جب مرزوعہ زمین کا کچھ نالی سے اور کچھ حصہ ڈول سے سینچا جائے اور اس سے کل پانچ وسق پیداوار ہو تو جو حصہ نالی سے سینچا جائے اس میں عشر ہے اور جو حصہ ڈول سے سینچا جائے اس میں نصف عشر ہے۔ اور عشری وہ زراعت ہے جو خاص طور سے بارش کے پانی سے بوئی جائے اس کو عشری کہتے ہیں اور بعل دوری وہ بیل ہے جس کی جڑیں زمین میں پانی تک پہنچ جائیں جس کی وجہ سے ایک تین سال تک سینچائی کی ضرورت نہ پڑے بلکہ یوں ہی چھوڑ دی جائے۔ اس کو بعل کہتے ہیں۔ وریل (سیلاب) وادی کا پانی ہے جب بہتا ہو اور ٹھیل بڑے سے کم سیل ہے جب کہ اس کا صاف ستھرا پانی تھوڑا بہتا ہو۔ اور عذی بارش کا پانی ہے۔"

مجی بن آدم کی یہ تحقیق کئی علماء و محدثین نے اپنی کتب میں درج کی ہے۔

اس کے علاوہ انہوں نے وسق اور صاع کے متعلق محققانہ روایات درج کی ہیں۔ نیز بعض ایسی نادر باتیں بیان کی ہیں جو اور کتابوں میں نہیں ملتی ہیں۔ مثلاً باب "ما سقت السماء اوستی بغرب" کے آخر میں لکھتے ہیں:

"فیما بین مکة واليمن مواضع یزرعون فی السنة مرتین، قالوا! نزرع حین تسقط الثریا، فیحصدونه ویفرغون منه الی خمسة اشهر ونحوها، ثم یزرعون عند طلوع مرزم الجوزاء وهو الشعری، ویزرعون العلس وهو حنطة حب صغار فی اکمامه فی کل کسه حبتان ویزرعون المایة حب ایضاً صغار حنطة، ویزرعون السلت ، وهو شعیر الا انه ابیض صغار ولیس له

قشور، ومنه اخصر، ويزرعون الزرة وهو حب مثل الحنطة الا انه يوكل كما يوكل الارز، ومنهم من يخبزه كما يخبز الارز رزايضاً" (۴۵)

"مکہ اور یمن کے درمیان کچھ ایسے مقامات ہیں جہاں کے لوگ سال میں دو مرتبہ کاشت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک فصل ثریا کے ڈوب جانے کے بعد بوتے ہیں اور تقریباً پانچ ماہ میں اس کی کٹائی وغیرہ سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد دوسری فصل مرزم جوزاء یعنی شعریٰ کے طلوع پر بوتے ہیں۔ اس میں علس، مابیہ، سلت اور زرہ کی کاشت کرتے ہیں۔ علس چھوٹے دانے کا گیہوں ہے جس کے ہر چھلکے میں دو دانے ہوتے ہیں۔ مابیہ بھی چھوٹے دانے کا گیہوں ہے۔ سلت چھوٹے دانے کا سفید جو ہوتا ہے جس میں چھلکا نہیں ہوتا۔ اس کی ایک قسم سبزی ہوتی ہے۔ اور زرہ (مکی) گیہوں کے مانند ایک دانہ ہے جو چاول کی طرح پکا کر کھایا جاتا ہے۔ بعض لوگ چاول کی روٹی کی طرح اس کی بھی روٹی بناتے ہیں۔

ابوعبید القاسم بن سلامؒ

ابوعبید القاسم بن سلامؒ نے "کتاب الاموال" میں زکوٰۃ، عشر، جزیہ اور معدنیات پر خمس کے بارے میں ان کی جزئیات تک بحث کی ہے۔ امام ابوعبید القاسمؒ فرماتے ہیں اہل عراق دراصل عشور (تجارت کے سامان پر چنگی) کو زکوٰۃ سے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ عشور کو زکوٰۃ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ زکوٰۃ تو سال گزرنے کے بعد وصول کی جاتی ہے جبکہ عشور نیا سامان درآمد و برآمد کرنے پر بغیر سال گزرے وصول کیا جاتا ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سفیان کا قول سب سے زیادہ مبنی برعدل اور حضرت عمرؓ کے منشاء سے زیادہ مشابہ ہے (۴۶)

ابوعبید جزیہ اس معاوضہ کو کہتے ہیں جو ذمیوں سے طے شدہ شرائط کے مطابق وصول کیا جائے، اور جس کی وجہ سے ان کا قتل رک جاتا ہے اور ان کے اموال کی حرمت ہو جاتی ہے۔ آپ کے نزدیک جزیہ صرف بالغ مردوں سے لیا جائے گا۔ عورتوں اور بچوں سے نہیں لیا جائے گا (۴۷) ابوعبید جزیہ میں لی جانے والی رقم کی کوئی حد متعین نہیں کرتے وہ اس کے تعین کی ذمہ داری اسلامی حکومت کے سربراہ پر ڈالتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ

اس ضمن میں چند اصولوں کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ مثلاً جزیہ ذمیوں کی طاقت برداشت کے مطابق مقرر کیا جائے (۴۸)

ابو عبیدہؓ کے نزدیک حضرت عمرؓ نے جن زمینوں پر خراج لیا تھا وہ گویا زمین کا کرایہ تھا۔ آپ خراج کو زمین کے کرایہ سے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ خراج ان زمینوں کی آمدنی کا نام ہے جو مسلمانوں کی اجتماعی ملکیت (فئے) قرار پاتی ہیں۔ عموماً ان زمینوں پر وہی غیر مسلم لوگ کام کرتے ہیں جو پہلے سے وہاں آباد ہوتے ہیں۔ (۴۹)

ابو عبیدہؓ اقطاع (جاگیر) کے بارے میں کہتے ہیں "میرے نزدیک اقطاع انہی زمینوں میں جائز ہے جو غیر آباد اور بے کار ہوں یا پرانے زمانہ میں کاشت ہو چکنے کے بعد اب پھر غیر کاشت حالت میں باقی رہ گئیں ہوں اور ان پر کوئی آباد نہ رہا ہو۔ اور اس زمین کے متعلق فیصلہ کرنے کا اختیار امام کو حاصل ہو جائے۔ نیز یہ لفظ ہر ایسی زمین پر بھی مشتمل ہے جسے کسی نے آباد نہ کیا ہو اور نہ وہ کسی مسلمان کی ملکیت میں ہو نہ معاہدہ کی (۵۰)

ابو عبیدہؓ نے اپنے دور میں رائج ناپ تول کے پیمانوں مثلاً صاع، رطل وغیرہ کی مقدار کی تحقیق بھی کی ہے۔ انہوں نے کتاب الاموال کے باب ۴ میں اس موضوع پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

اس کے علاوہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ اور صحابہؓ کے متعدد ایسے خطوط اور خطبے نقل کیے ہیں جن سے معاشی نکات اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

قدامہ بن جعفر الکاتبؒ

قدامہ بن جعفر الکاتبؒ کی مشہور کتاب "الخراج وصناعة الكتابة" ہے۔ انہوں نے یہ کتاب اس وقت تحریر کی جب وہ محکمہ مال کے مختلف عہدوں پر تقریباً بیس سال تک کام کر چکے تھے۔ (۵۱) اس کتاب میں قدامہ نے مالی نظام پر بحث کرنے کے ساتھ ساتھ ہر ضلع سے وصول ہونے والے مالے کی رقم بھی تحریر کی ہے۔ سواد عراق کے مختلف علاقوں سے حاصل ہونے والی آمدنیوں کا مفصل گوشوارہ دیا ہے۔ کن کن اشیاء پر ٹیکس لگایا جاتا تھا اور مختلف شہروں سے ٹیکس کے طور پر کتنی رقم اور اشیاء وصول ہوتی تھیں۔ اس بارے میں قدامہ بن جعفرؒ نے کافی معلومات مہیا کی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قدامہ بن جعفر نے عباسی

سلطنت کے ہر علاقہ کی دولت و ثروت کا ایک خوبصورت نقشہ کھینچا ہے۔ (۵۲)
 قدامت بن جعفر نے، ابن خرداد بہ کی کتاب المسالک والممالک ابو عبیدہ کی کتاب الاموال
 ، اور یحییٰ بن آدم کی "کتاب الخراج" سے بھی استفادہ کیا ہے (۵۳)
 انہوں نے جزیہ، خراج، فتنے اور غنیمت وغیرہ مسائل پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔
 نیز ملکی سکوں کے بارے میں کافی معلومات دی ہیں۔

ابو محمد علی بن احمد ابن حزم

ابو محمد علی بن احمد ابن حزم نے کفالت عامہ کا ایک واضح اور جامع تصور پیش
 کیا ہے۔ بالخصوص ہنگامی حالات میں ابن حزم نے حاکم کو اختیار دیا ہے کہ اگر غریب طبقہ کی
 بنیادی ضروریات پوری نہ ہو رہی ہوں تو وہ ان محروم المعیشت افراد کی کفالت کیلئے جبراً بھی
 لے سکتا ہے۔ (۵۴) وہ کہتے ہیں کہ ہر شخص کو ضروریات زندگی کم سے کم اس معیار کی
 فراہم ہونی چاہیے۔

(الف) غذا: ایسی غذا جو ان کی زندگی اور ضروریات کارکردگی کیلئے ناگزیر ہو۔

(ب) لباس: ایسا لباس جو کہ گرمی و سردی میں صحت و قوت کو برقرار رکھے۔

(ج) مکان: ایسا مکان جو بارش اور گرمی کے برے اثرات سے انہیں محفوظ رکھے اور

راستوں پر چلنے والوں کی نظروں سے ان کی خلوت کی پردہ داری ہو سکے۔ (۵۵)

گروش دولت جو قرآن کا منشاء ہے اور کسی ملک کی معاشی ترقی کیلئے ناگزیر ہے۔ اس
 کا واضح اور جامع تصور ابن حزم کے افکار میں ملتا ہے۔ ابن حزم کا نظریہ یہ ہے کہ دولت چند
 باتوں میں مرکب نہیں ہونی چاہیے بلکہ معاشرہ کے زیادہ سے زیادہ افراد میں تقسیم ہو۔ مثلاً غیر
 وارث اقارب کے سلسلے میں دیگر فقہاء وصیت کی فرضیت کو نہیں مانتے لیکن ابن حزم کا
 موقف یہ ہے کہ وصیت غیر وارث اقارب کے لئے فرض ہے۔ وصیت کنندہ کو چاہیے کہ
 اتنے مال میں وصیت کرے جس سے اس ثابت شدہ فریضے کی تکمیل ہو جائے۔ چونکہ ان کے
 نزدیک وصیت واجبہ کا ترک ظلم کے مترادف ہے اس لئے یہ کام حاکم یا قاضی کے سپرد ہوگا
 کہ وہ وصیت کے نافذ کی نگرانی کرے یا عدم وصیت کی صورت میں متاثرین کو ان کے حقوق
 دلائے۔ (۵۶)

مصری حکومت نے ابن حزم کے اس نظریہ کی روشنی میں یتیم پوتے کی میراث کا قانون بنایا ہے۔ اس طرح مصری قانون نمبر ۷۱ مجریہ ۱۹۴۶ء کی دفعات نمبر ۷۹-۷۶، ابن حزم کی کتاب "الحلی" سے ماخوذ نظر آتی ہیں۔

میت کے ترمہ میں سے جتنے حقوق وابستہ ہیں، ابن حزم ان میں حقوق اللہ مثلاً حج اور کفارہ وغیرہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ خداوندی حقوق میت کی تمیز و تکفین سے بھی مقدم ہیں (۵۷)۔

ترکہ کی تقسیم کے وقت اگر یتیم و مسکین جمع ہوں تو انہیں کچھ نہ کچھ دے دینا چاہیے۔ دیگر فقہاء ہی رائے رکھتے ہیں۔ لیکن ابن حزم کی رائے میں یہ عطیہ اختیاری نہیں بلکہ وجوبی ہے۔ لہذا اگر ورثاء دینے سے انکار کریں تو حاکم ان سے جبراً دلالتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ترکہ کی مالیت اور حصص کے اعتبار سے حاکم، بیٹائی و مساکین کے حصے کا تعین کر سکتا ہے۔ (۵۸) ابن حزم کے معاشی افکار میں محنت کش طبقہ کے حقوق کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی چیرہ دستیوں اور مظالم سے مزدور کو محفوظ رکھنے کیلئے ابن حزم کے افکار میں بہت کش ہے۔ مثلاً وہ دیگر فقہاء کی رائے کے برعکس اجیر مشترک اور اجیر خاص میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک دونوں سے نقصان ہونے کی صورت میں کسی قسم کا تاوان نہیں لیا جائے گا۔ ابن حزم "الحلی" میں لکھتے ہیں:

ولا ضمان علی اجیر مشترک او غیر مشترک ولا علی صانع اصلاً الا ما ثبت انه تعدی فیہ او اصناعه والقول فی کل ذلک مالہم تقم علیہ بینۃ قوله مع یمینہ (۵۹)

"اور اجیر مشترک ہو یا خاص یا کاریگر ہو اس پر مال میں نقصان ہو جانے یا ہلاک ہو جانے سے کوئی تاوان نہیں آتا تا وقتیکہ اس کا ارادی قصور یا صنائع کردہ ناثابت نہ ہو اور ان تمام امور میں جب تک اس کے خلاف گواہ موجود نہ ہوں اس اجیر کا قول معتبر ہے قسم کے ساتھ"

ابوحامد محمد بن محمد الغزالیؒ

ابوحامد محمد بن محمد الغزالی نے درج ذیل کتب میں معاشی موضوعات پر بحث کی ہے۔

- | | |
|---------------------------------|--------------------------------------|
| (الف) احیاء علوم الدین | بیروت: دار المعرفۃ للطباعة والنشر |
| (ب) میزان العمل | (تحقیق الدكتور سلیمان بدنی) القاہرہ |
| (ج) شفاء العلیل | نشر دار المعارف |
| (د) المستصفیٰ من علم الاصول | بغداد، نشر دار الارشاد |
| (ر) کتاب الاربعین فی اصول الدین | بیروت، نشر دار احیاء التراث العربی |
| (ز) الاقتصاد فی الاعتقاد | القاہرہ، نشر المكتبة التجارية الكبرى |
| | بغداد، نشر دار الارشاد |

امام غزالیؒ، انسان کی بنیادی ضروریات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وسبب كثرة الاشغال هو ان الانسان مضطرا الى ثلاث القوات والمسكن، والملبس (۶۰)

مزید لکھتے ہیں:

فالقوت للغذاء والبقاء والملبس لدفع الحر والبرد والمسكن لدفع الحر والبرد ولدفع اسباب الهلاك عن الاهل والمال (۶۱)

امام غزالیؒ پہلے مسلم ماہر معاشیات ہیں جنہوں نے بحث کا تخیل پیش کیا۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ آمدنی اور خرچ کی مدوں کا الگ الگ حساب رکھا جائے۔ وہ آمدنی کی مدوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے انہیں تین اقسام، حلال، حرام اور مشکوک میں تقسیم کرتے ہیں۔ وہ اخراجات میں بچت اور کمی کرنے پر بھی زور دیتے ہیں۔ اور واضح کرتے ہیں کہ خلیفہ عوام سے حاصل کردہ رقم کو ذاتی استعمال میں نہیں لاسکتا۔ بلکہ صرف مفاد عامہ کے کاموں پر ہی خرچ کر سکتا ہے۔ (۶۲)

آپ نے احیاء علوم الدین میں معاشیات کے پانچ اصول پیش کئے ہیں جو آج بھی ہمارے انفرادی اور اجتماعی معاشی پروگرام کی اصلاح کی بنیاد بن سکتے ہیں۔ وہ بچتے ہیں:

مال کے اصل مقصد کو پہچاننا کہ یہ کس لئے تخلیق کیا گیا ہے اور اس کی حاجت کیوں ہوتی ہے (اس طرح انسان بقدر حاجت کسب معیشت کرے گا اور مال کو جمع کرنے کے لالچ سے محفوظ رہے گا۔

یہ کہ آمدنی کے ذریعہ کا خیال رکھے (اس طرح حرام مال سے بچے گا اور زرق حلال کی کوشش کرے گا۔

یہ کہ مقدار معیشت کو ملحوظ رکھے (یعنی مقدار حاجت کے مطابق اور حاجت تین چیزوں کی ہوتی ہے۔ روٹی، کپڑا اور مکان۔

خرچ کا لحاظ رکھے (یعنی فضول خرچی اور بخل سے پرہیز کرتے ہوئے اعتدال اور میانہ روی اختیار کرے۔

یہ کہ مال کے لینے اور چھوڑنے میں نیت درست رکھے (یعنی جو مال حاصل کرے اس میں نیت عبادت پر استقامت کی ہو، حرص دنیا کی نہ ہو۔ اور جو ترک کرے اس میں زہد اور مال کی حقارت کی ہو نہ کہ افسوس اور ملال کی ہو۔ (۶۳)

ابوالفضل جعفر ابن علی الدمشقی

ابوالفضل جعفر ابن علی الدمشقیؒ نے اپنی کتاب "الاشارة الى محاسن التجارة" میں معاشی فکر پیش کیا ہے۔ مال کے خصائص بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

"والاموال كلها نافعة لاهلها اذا دبرت كما يجب وبعضها افضل من بعض ، تختلف باختلاف احوال الزمان ، وبحكم ما هي عليه من صفاتها المكروهة او المحبوبة واحوالها المحمودة او المذمومة" (۶۴)

ابوالفضل الدمشقیؒ کی رائے یہ ہے کہ انسان کی حاجات بہت زیادہ ہیں اور ان کی تکمیل کیلئے اسے معاشی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

؛ولما كان الانسان من بين سائر الحيوان كثير الحاجات فبعضها ضرورة طبيعية وهي كونه محتاجاً الى منزل مبنى وثوب منسوج وغذا مصنوع... وحاجته عند المرض الى ادوية" (۶۵)

ان کا نظریہ یہ ہے کہ معاشی ضروریات کی تکمیل کیلئے ہر انسان دوسرے کا محتاج ہے۔ یعنی وہ تقسیم کا نظریہ پیش کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"وكل واحد من هذه الحاجات يحتاج الى انواع من الصناعات حتى تتكون ثم حتى تتم كما يفعل في الثبات وحاجته ان يزرع او يغرس ثم ينقى ثم يسقى ويربى ثم يحصد ثم يحتاج الى صناعة اخرى تكون تمام

الانتفاع به كحاجة القمح بعد حصاده الى الدرس، والغريلة، والتنقية والطحن والنخل والعجن والخبز، حتى يصلح ان يتغذى به.... ولم يمكن الواحد من الناس لقصر عمره ان يتكلف جميع الصناعات كلها، وان كان فيه احتمال لتعلم كثير منها فليس يقدر على جمعها كلها البتة (ابداً) حتى يحيط بها من اولها الى آخرها علماً، ولان الصناعات مضمومة بعضها الى بعض كالبناء يحتاج الى النجار، والنجار يحتاج الى الحداد، وصناع الحديد يحتاجون الى صناعة اصحاب المعادن؟ وتلك الصناعات تحتاج الى البناء. فاحتاج الناس لهذه العلة الى اتخاذ المدن والاجتماع فيها ليعين بعضهم بعضاً لما لزمتهم الحاجة الى بعضهم بعضاً" (۶۶)

عبدالرحمن بن محمد، ابن خلدونؒ

عبدالرحمن بن محمد، ابن خلدونؒ کی تصانیف میں "مقدمہ ابن خلدون" کو ایک نمایاں اور منفرد مقام حاصل ہے۔ یہ تاریخ کی بجائے تاریخ کے فلسفہ پر مشتمل ہے۔ ابن خلدون نے مقدمہ کے پانچویں باب میں بتیس (۳۲) طویل فصول صرف "العاش" کے لئے مخصوص کی ہیں۔

تمام مسلم ماہرین معاشیات میں ابن خلدون کا مقام اس لحاظ سے بڑھ جاتا ہے کہ انہوں نے جدید معاشیات کے اہم موضوعات پر بھی بحث کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خود مغربی مفکرین نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ ابن خلدون کا کام ہیوم (Hume)، لاک (Locke)، ایڈم سمٹھ (Adam Smith) اور کارل مارکس (Carl Marks) سے زیادہ بہتر ہے (۶۷) ابن خلدون کے بعض نظریات اس قدر ترقی یافتہ ہیں کہ اگر ان کا شمار معاشیات کے بانیوں میں کیا جائے تو یہ غلط نہ ہوگا۔ معاشیات کے موضوع پر ابن خلدون کی بحثیں اس قدر جامع اور پر مغز ہیں کہ جدید دور کے ماہرین معاشیات ان کے تلمذہ نظر آتے ہیں۔ ابن خلدون نے جدید معاشیات کے جن موضوعات پر بحث کی ہے وہ درج ذیل ہیں:

- | | | |
|-----|--|--|
| (۱) | معاشیات کی تعریف اور نفس مضمون | (Definition and Subject matter of Economics) |
| (۲) | معاشیات کا دوسرے سائنسی مضامین سے تعلق | (The relation of economics to other sciences) |
| (۳) | دولت اور اس کے معاشرتی و انفرادی پہلو | (Wealth and its social and individual aspects) |

(Acquisition of wealth)	حصول دولت	(۴)
(Money and its characteristics)	روپیہ اور کی خصوصیات	(۵)
(Free goods and economic goods)	آزادانہ تجارت اور معاشی تجارت	(۶)
(Forces of demand and supply and their effects on prices)	طلب و رسد کی قوتیں اور قیمتوں پر ان کے اثرات	(۷)
(Interdependence of prices, labour and value)	قیمتوں، محنت اور قدر کا باہمی انحصار	(۸)
(Productive and unproductive occupations)	پیداواری اور غیر پیداواری پیشے	(۹)
(Economic Factors affecting the size of population)	آبادی پر اثر انداز ہونے والے معاشی عوامل	(۱۰)
(Economic consequences of oppression)	ظلم و استبداد کے معاشی نتائج	(۱۱)
(Stages of economic development)	معاشی ترقی کے مراحل	(۱۲)
(Rural and urban economic systems)	دیہاتی اور شہری معاشی نظام	(۱۳)
(Kinds and economic functions of the state.)	ریاست کی قسمیں اور اس کے معاشی فرائض	(۱۴)
(Rates of taxation)	ٹیکسوں کی شرحیں	(۱۵)
(Economic benefits of public expenditure)	عوام کے خرچ کرنے کے معاشی فوائد	(۱۶)
(Prices in Towns)	شہروں میں قیمتیں	(۱۷)
(Localization of industries)	صنعتوں کی تحدید	(۱۸)
(Various means of earning Livelihood)	روزی کمانے کے مختلف ذرائع	(۱۹)
(Trade and its kinds) (۲۸)	تجارت اور اس کی قسمیں	(۲۰)
Exports and imports)	برآمدات اور درآمدات	(۲۱)
Hoarding and monopoly)	ذخیرہ اندوزی اور اجارہ داری	(۲۲)
(Technical Education)	فنی تعلیم	(۲۳)
(Reasons for the development and decay of industries and main industries of the Time.)	صنعتوں کی ترقی اور زوال کی وجوہات اور اس دور کی برقی صنعتیں (۲۸)	(۲۴)

ابن خلدونؒ نے "مقدمہ" میں قیمتوں (Prices) کو متاثر کرنے والے اسباب پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ وہ اس ضمن میں تین باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قیمتوں کو متاثر کرنے والی پہلی چیز حکومت کی پالیسی ہے۔ مثلاً اشیاء پر بیماری ٹیکس عائد ہونے کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کے نزدیک معاشرتی اسباب بھی قیمتوں کو متاثر کرتے ہیں۔ قدرتی اسباب بھی زمین کی قیمت کو متاثر کرتے ہیں۔ زمین کی گھٹی ہوئی زرخیزی کی وجہ سے جو نقصان ہوتا ہے اس کی تلافی کرنا یا زرخیزی کو برقرار رکھنے کیلئے مختلف مصنوعی طریقوں کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اس سے مصارف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں قیمتیں بھی متاثر ہوتی ہیں۔

مہنگائی کے اسباب بیان کرتے ہوئے ابن خلدون نے (Speculation) ذخیرہ اندوزی پر بھی بحث کی ہے۔ ابن خلدون کے نزدیک اشیاء جو ضروریات زندگی کی حیثیت رکھتی ہیں ان کا ذخیرہ اس نیت سے کرنا کہ بعد ازاں انہیں مہنگے داموں فروخت کیا جائے گا، ایک قسم کا استحصال ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے قیمتوں میں تغیرات پیدا ہوتے ہیں۔ (۶۹)

ابن خلدون نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ ٹیکس کی شرح بلکی ہو تو آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب کوئی ملک یا حکومت عروج سے ہمکنار ہوتی ہے تو اس کا خزانہ لبالب بھرا ہوا ہوتا ہے۔ ٹیکس کی شرح کم ہوتی ہے اور خوشحال لوگ شوق سے ٹیکس ادا کرتے ہیں اور پوری قوم خوشحالی میں حصہ دار ہوتی ہے لیکن جب حکمران نااہل ہونے لگتے ہیں اور ان کے فضول اخراجات بڑھ جاتے ہیں تو خزانے پر بوجھ پڑنا شروع ہوتا ہے اور وہ خالی ہونے لگتا ہے۔ اس صورتحال سے پریشان ہو کر حکمران مشورے کرتے ہیں کہ خزانے کو کس طرح آباد کیا جائے اس کا جواب بالعموم یہ ملتا ہے کہ ٹیکس بڑھا دیئے جائیں۔ اس طرح حکومتیں رفتہ رفتہ ٹیکس بڑھانے لگتی ہیں۔ ٹیکسوں میں اضافے سے لوگ پریشان ہو جاتے ہیں۔ بڑے ہوئے ٹیکسوں کی ادائیگی مشکل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ٹیکسوں کی چوری شروع ہوتی ہے۔ لوگ اپنی آمدنی چھپاتے ہیں اور ایسے حیلے بہانے اختیار کرتے ہیں کہ ٹیکس ادا نہ کرنے پڑیں۔ کیونکہ یہ ٹیکس ان کی سکت سے زیادہ ہوتے ہیں۔ جب خزانہ پھر بھی خالی رہتا ہے تو حکمران ٹیکسوں میں اور زیادہ اضافہ کر دیتے ہیں۔ اس طرح ٹیکسوں کی چوری اور محصول وصول کرنے والوں میں رشوت بڑھنی شروع ہو جاتی ہے۔ اور ایک خوشحال سلطنت غریب اور رفتہ رفتہ دیوالیہ ہو جاتی ہے۔

ابن خلدون مثالیں دے کر دلائل کے ساتھ یہ ثابت کرتے ہیں کہ ٹیکس جتنے حقیقت پسندانہ اور عوام کی آمدنی کے مطابق ہوں گے اتنے ہی زیادہ وصول ہوں گے اور خزانہ کبھی خالی نہیں رہے گا۔ لیکن ٹیکس جس قدر غیر حقیقت پسندانہ اور لوگوں کی آمدنی اور استطاعت سے بڑھ جائیں گے ان کی وصولی اتنی ہی کم ہو جائے گی۔ اور ٹیکس چوری ایسی خرابیاں پیدا کرے گی کہ قوم کرپٹ ہو جائے گی۔ لوگ رشوت دیں گے اور حکام وصول کریں گے۔ لیکن ملک کے خزانے میں کچھ نہیں آئے گا (۷۰)

ابن خلدون کا ٹیکس کا یہ فلسفہ اس قدر بنیادی انسانی مزاج اور طبیعتوں کے مطابق ہے کہ اس پر وقت کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ انسانوں کے بنیادی مسائل اور مزاج میں کبھی فرق نہیں پڑتا۔ ان کے علاج اور حل میں ترقی ہوتی رہتی ہے لیکن انسانی فطرت جوں کی توں رہتی ہے۔ یہ بات صدیوں پہلے بھی اتنی ہی سچی تھی جتنی آج ہے اور جتنی کل ہوگی۔

آج مملکت خداداد پاکستان میں جتنے ٹیکس بڑھتے جا رہے ہیں اتنی ہی چوری بھی بڑھتی جا رہی ہے اور ٹیکس چھپانے کیلئے کرپشن بھی ہر سطح پر بڑھتی جا رہی ہے۔ عام حالات میں آسان شرح کے ساتھ جتنے ٹیکس وصول ہو سکتے ہیں۔ بہت زیادہ بڑھی ہوئی شرح کے باوجود اتنے بھی وصول نہیں ہو رہے۔

حوالہ جات

۱۔ اگرچہ بعض مصنفین نے ابن خلدون (۸۰۸ھ) کے معاشی فکر کا اعتراف کیا ہے۔ مثال کے طور پر سپنگلر (Spengler) نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں ابن خلدون کے معاشی تصورات پر بحث کی ہے۔ مقالہ کا عنوان یہ ہے۔ "Economic thought of Islam - Ibn Khaldun, Comparative studies in society and history".

یہ مقالہ ۱۹۶۳ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مقالہ میں مستشرقین کے رویہ کی جھلک نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ کیونکہ اس نے اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلم علماء کے افکار پر یونانی فلاسفہ کے اثرات ملتے ہیں۔ تاہم یہ ایک قابل قدر کوشش ہے۔ اس مقالہ کی اشاعت سے یہ حقیقت تو واضح ہو گئی ہے کہ مؤرخین نے معاشی نظریات کی تاریخ بیان کرتے ہوئے مسلم علماء کے کام کو نظر انداز ضرور کیا ہے۔ سپنگلر (Spengler) نے ابن خلدون کے کام کا جائزہ لینے سے پہلے جن دیگر مسلم کے معاشی افکار پر مختصر بحث کی ہے۔ ان میں یہ نام نمایاں ہیں۔ ابو نصر محمد الفارابی (م ۳۳۹ھ/۹۵۰ء) ابو علی الحسین بن عبد اللہ، ابن سینا (م ۳۲۸ھ/۱۰۳۷ء) ابو حامد محمد بن الغزالی (م ۵۰۵ھ/۱۱۱۱ء) ابو بکر محمد ابن یحییٰ، ابن باجہ (م ۵۳۳ھ/۱۱۳۸ء) ابو الفضل جعفر بن علی الدمشقی (م چھٹی صدی ہجری ابارہویں صدی عیسوی) ابو الولید محمد بن احمد، ابن رشد (م ۵۹۵ھ/۱۱۹۸ء) محمد بن حسن طوسی (م ۶۳۳ھ/۱۲۷۳ء)، محمد بن محمد ابن الاخوان (م ۷۲۹ھ/۱۳۲۹ء)

سپنگلر (Spengler) نے مسلم علماء کے جن نظریات پر بحث کی ہے وہ درج ذیل موضوعات سے متعلق ہیں۔ محاصل (Taxation)، سود (Interest)، اجرتیں (Wages)، قیمتیں (Prices)، تقسیم کار (Division of labour)، دولت بطور مبادلہ کا ذریعہ (Money as medium of exchange)، سکے (Coinage)، قیمت کا اتار چڑھاؤ (Price fluctuations) وغیرہ۔ دیکھئے Mirakhor, Abbas Dr., The Muslim Scholars and the History of Economics= A need for consideration. The American Journal of Islamic social sciences. vol.4, No.2 1987/249,250.

Schumpeter, Joseph.A., History of Economic Analysis. Newyork, Oxford University press. fifth printing 1963/74

۳۔ معروف مؤرخین معاشیات نے معاشی فکر کی تاریخ بیان کرتے ہوئے ابو یوسف اور ابن خلدون ایسے باہرین معاشیات کو بھی کوئی جگہ نہیں دی۔ شیمپیر (Schumpeter) نے اگرچہ اپنی کتاب میں ابن خلدون کا ذکر کیا ہے لیکن وہ صرف ایک عالم عمرانیات اور مؤرخ کی حیثیت سے ہے۔ دیکھئے

(Schumpeter, History of Economic Analysis/788)

ابن خلدون کے معاشی فکر و تجزیے سے یہ مستند مؤرخ معاشیات بھی آگاہ نہیں ہے۔

۴۔ اس وقت ہمارے سامنے ایک عرب مصنف ابراہیم کہ کی کتاب "دراسات فی تاریخ الاقتصاد والفکر الاقتصادي" ہے۔ یہ کتاب بغداد، مطبعة الارشاد سے ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئی۔ یہ پانچ سو ساٹھ صفحات کی کتاب ہے۔ اور اس میں مسلم علماء کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا گیا۔

۵۔ تفصیل کیلئے دیکھئے

العوضی، رفعت السید الدکتور، رويۃ فی منہج الاقتصاد الوضعی کلیة الشريعة والدراسات الاسلامیة، جامعة قطر، العدد

الثاني ۱۹۸۳ م

۶۔ ممتاز مسلم اہر معاشیات ڈاکٹر رفیق احمد (سابق) وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور، نے ایک فکر انگیز مقالہ انگریزی زبان میں تحریر کیا ہے۔ ہم نے یہاں اس مقالہ سے استفادہ کیا ہے۔ دیکھئے۔ Ahmad, Rafiq., The origin of Economics and the Muslims - A preliminary survey (Journal , The punjab university Economist. Lahore, university of the punjab.) p.19 , 20

Ibid/33

۸۔ نجات اللہ صدیقی، ڈاکٹر، امام ابو یوسف کا معاشی فکر، ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور، شمارہ اگست ۱۹۶۳ء۔

۹۔ اس کتاب کے مصنف الشیرزی، الملک الناصر سلطان صلاح الدین الایوبی کے، معاصر تھے۔ دونوں کا سال وفات ایک ہی ہے۔ مصنف نے یہ کتاب تحریر کر کے سلطان کی خدمت میں پیش کی تھی۔ دیکھیے

الشیرزی ، عبدالرحمن بن نصر، کتاب نہایة الرتبة فی طلب الحسبة (تحقیق السید الباز العرینی) بیروت . دارا الثقافة مقدمة الناشر.

ایضاً کتاب النهج السلوک فی سياسة الملوك القاهرة، مطبعة

الظاهر ۱۳۲۶ھ/۱۳

۱۰۔ یہ واحد عالم فلاحت ہے جسے ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں قابل

حوالہ سمجھا ہے۔ دیکھیے

ابن خلدون ، عبدالرحمن بن محمد، مقدمہ، مصر ، مطبعة التجارية مصطفى

محمد صاحب المكتبة ج: ۲ باب: ۶ فصل : ۲۰ (علم نباتات)

۱۱۔ ابویوسف ، یعقوب بن ابراہیم ، کتاب الخراج ، بولاق، ۱۳۰۲ھ/

خلاصہ صفحات ۲۵ تا ۲۹

۱۲۔ طبری ، ابوجعفر محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک، (تحقیق

ابوالفضل محمد ابراہیم)القاهرہ، دارالمعارف ج: ۳ ص: ۲۰۱

۱۳۔ ابویوسف ، الخراج ص: ۱۲۳. ۱۲۵

۱۴۔ ایضاً/ ۱۳۵

۱۵۔ علی المتقی، علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین ، کنز العمال فی

سنن الاقوال والافعال ، بیروت ، مؤسسة الرسالة الطبعة الخامسة ۱۳۰۵ھ

ص: ۵۴۹ تا ۵۸۷

۱۶۔ المقریزی، تقی الدین احمد بن علی بن عبدالقادر، کتاب النقود

الاسلامیة، المسمى "بشذور العقود فی ذکر النقود (تحقیق : محمد السید

علی بحر العلوم)قم: منشورات الشریف الرضی، الطبعة الخامسة ۱۳۸۷ھ/ ۸

۱۷۔ دنوزطہ، عبدالواحد صور سياسة الحجاج الثقفی المالية فی العراق . مجلة

المورد (تصدرها وزارة الاعلام الجمهورية العراقية) اعدد الثالث ۱۳۹۶ھ/ ۲۵

١٨. النقشبندی ، السيد ناصر محمود الدرهم الاسلامی المضروب على الطرار
الساسانی بغداد، المجمع العلمی العراقی ١٣٨٩هـ / ٣٨. ٢٠.
١٩. الشريف الرضى، محمد بن الحسين. نهج البلاغة (مع شرح الشيخ محمد
عبده) بيروت دارالمعرفة ٩٦/٣
٢٠. ايضاً: ٩٣.
٢١. ابويوسف ، الخراج/ ٩٥
٢٢. ابن سعد، ابوعبدالله ابن سعد، الطبقات الكبرى ، بيروت ، دار صادر
للطباعة والنشر ١٣٤٤هـ / ٢٨/٣
٢٣. الشريف الرضى، نهج البلاغة/ ١٩٨. ١٩٩.
٢٤. ابويوسف ، الخراج/ ٩٣
٢٥. ابويوسف ، الخراج/ ١٢٢
٢٦. ابن سعد، طبقات ، ٣٥٦/٥
٢٧. ابويوسف ، الخراج/ ١٢٩
٢٨. ابن سعد، طبقات ٣٨٣/٥
٢٩. ابن سعد، طبقات ٣٩٢/٥
٣٠. ايضاً ٣٨٠/٥
٣١. ابوزهره ، محمد بن احمد . ابوحنيفة حياته وعصره . آراؤه وفقهه (مترجم
غلام احمد حريري) فيصل آباد ، ملك سنز / خلاصه صفحات ٦١٠ تا ٦١٣
٣٢. ايضاً ٦١٨. ٦١٤
٣٣. ابويوسف ، الخراج/ ٥١
٣٤. ابويوسف ، الخراج/ ٥٢
٣٥. ابويوسف ، الخراج/ ٥٢
٣٦. ابويوسف ، الخراج/ ٥٣
٣٧. الشيباني، محمد بن الحسن الاكساب في الرزق المستطاب، دمشق
مطبعة الانوار، ١٩٣٨م / ٣٢
٣٨. ايضاً/ ٣٢
٣٩. ايضاً/ ٣٤
٤٠. ايضاً/ ٢٦. ٢٤
٤١. ايضاً/ ٦٣
٤٢. ايضاً/ ٦٥
٤٣. ايضاً/ ٤٥. ٤٦

٢٢. يحيى بن آدم القرشي، كتاب الخراج (تصحيح وتعليق)، احمد محمد شاكر (لاهور)، المكتبة العلمية طبع ١٣٩٥هـ/١٢٦
٢٥. يحيى، الخراج/١٢٤
٢٦. ابو عبيد، القاسم بن سلام، كتاب الاموال (مترجم عبدالرحمن طاهر سورتي) ٣٠٢/٢
٢٧. ايضاً ١٥٤/١
٢٨. ايضاً ١٦٢
٢٩. ايضاً ٢٠٢
٥٠. ايضاً ٣١٩
٥١. رفاعي، طلال جميل الدكتور، مقدمه، المنزلة الخامسة من كتاب الخراج وصناعة الكتابة مكة المكرمة، مكتبة الطالب الجامعي، الطباعة الاولى ١٣٠٤هـ/١٣
٥٢. ديكهنس، قدامة بن جعفر الكاتب، نبذ من كتاب الخراج وصناعة الكتابة ليدن، مطبع بريل ١٣٠٦هـ
٥٣. الزبيدي، محمد حسين. شرح وتحقيق كتاب الخراج وصناعة الكتابة بغداد، وزارة الثقافة والاعلام، الطبعة الاولى ١٩٨١/١٢
٥٤. ابن حزم، ابو محمد علي بن احمد بن سعيد، المحلى (تحقيق لجنة احياء التراث العربي) بيروت، منشورات دارالافاق الجديدة ١٥٦/٦
٥٥. ايضاً
٥٦. ايضاً ٣١٦/٩
٥٧. ايضاً ٢٥٣/٩
٥٨. ايضاً، ٣١٠، ٣١١
٥٩. ايضاً ٢٠١/٨
٦٠. الغزالي، ابو حامد محمد بن محمد، احياء علوم الدين، بيروت، دارالمعرفة للطباعة والنشر ٢٢٥/٣
٦١. ايضاً
٦٢. الغزالي، ابو حامد محمد بن محمد، ميزان العمل، (تحقيق)، الدكتور سليمان بدنيا (القاهرة)، نشر دارالمعارف ١٢٢
٦٣. الغزالي، احياء علوم الدين جلد سوم
٦٤. ابو الفضل الدمشقي، جعفر بن علي، الاشارة الى محاسن التجارة (تحقيق البشري الشور بجي) القاهرة، مكتبة الكليات الازهرية ١٩٤٤هـ/١٩
٦٥. ايضاً ٢٠

٦٦. ابوالفضل الدمشقي، الاشارة/٢١

٦٧. His life and work. Lahore, Sh.M.Ashraf, z Ibn khaldun z Enan M.A. 1946 reprint/94y

٦٨. ابن خلدون ، مقدمه ، الباب الخامس من الكتاب الاول، تلخيص صفحات ٣٨٠ تا ٣٢٨ (مطبوعه، مصر. مطبعة مصطفى محمد، المكتبة التجارية)

٦٩. ابن خلدون ، مقدمه ، الباب الرابع من الكتاب الاول، الفصل الثاني عشر " في اسعار المدن " تلخيص صفحات ٣٦٢ تا ٣٦٤

٧٠. ابن خلدون ، مقدمه الباب الثالث من الكتاب الاول، الفصل الثامن والثلاثون في الجباية وسبب قلتها وكثرتها. ٢٨٠. ٢٤٩